بسمہٖ تعالیٰ وبحمدہٖ

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّد واٰلہٖ وبارک وسلّم

مثنوی

معاش و معاد

از

تمنا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہ

حسب فرمایش

ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی گرانقدر رائے

بہار کے قیامت خیز زلزلے کے بعد سنٹرل ریلیف فنڈ کے بعض انتظامی مشوروں کے سلسلے میں مکرمی حضرت مولانا ابوالکلام آزاد پٹنہ تشریف لائے ہوئے تھے اور کئی دن "دلکشا" میں عزیز قوم اخی الاعظم جناب آنریبل مسٹر سید عبدالعزیز صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار واڑیسہ کے مہمان رہے تھے اس موقع پر میں نے اپنی نظم مسدس عبرت زلزلہ کے ساتھ اپنی دو مثنویاں "مذہب و عقل" اور "معاش و معاد" مولانا کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ پھر اس کے بعد حسن اتفاق سے میں خود مساجد فنڈ کے وفد کے ساتھ کلکتہ پہونچا اور چودہ پندرہ دن تک مقیم رہا تو مولانا کو پھر دونوں مثنویوں کے ساتھ مثنوی کتاب و سنت کا قلمی مسودہ بھی دکھایا اور التماس کیا کہ ان مثنویوں کو دیکھ کر تقریظ نہیں بلکہ اپنی بالکل صحیح رائے مرحمت فرمایئے۔ اور جہاں جس مضمون سے اختلاف ہو اس کو بھی ضرور حوالۂ قلم فرمایئے۔ چنانچہ مولانا نے مندرجۂ ذیل تحریر اپنے دست مبارک سے لکھ کر مرحمت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۰ - ۴ - ۳۴

جناب مولانا تمنا صاحب عمادی پھلواروی نے چند مثنویاں اس غرض سے لکھی ہیں کہ بعض مذہبی و اخلاقی مطالب پیرایۂ نظم سے آراستہ کیے جائیں۔ اس قسم

کی نظموں کے لئے اگرچہ پیرایۂ نظم اختیار کیا جاتا ہے لیکن اصل مقصود شاعری نہیں ہوتی موعظت و نصیحت ہوتی ہے۔ اور ضروری ہے کہ اسی اعتبار سے ان پر نظر بھی ڈالی جائے

مجھے اگرچہ اتنا موقعہ نہیں ملا کہ بالاستیعاب نظر ڈالتا، تاہم جس قدر اندازہ کر سکا ہوں، وہ اس کے لئے کافی ہے کہ مثنویوں[عہ] کی خوبی کا اعتراف کروں، اور اصحاب ذوق کو ان کے مطالعہ کا مشورہ دوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ کوشش مشکور و مقبول ہو۔

البتہ[عہ] یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مثنوی "معاش و معاد" میں آیۂ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے، وہ میرے نزدیک محل نظر ہے اور اس کے ترجمہ میں " فَوْقَكُمْ " کا ترجمہ نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

ابوالکلام کان اللہ لہ

عہ مولانا نے مثنوی "مذہب و عقل" اور مثنوی "کتاب و سنت" اور مثنوی "معاش و معاد" تینوں مثنویاں ملاحظہ فرمائی تھیں اس لئے تینوں مثنویوں پر مولانا کی یکجائی رائے ہے۔ ۱۲ تمنا

عہ حضرت مولانا ظلہ نے مجھے یہ اختیار دیا تھا کہ اگر اس تحریر کو شائع کروں تو اتنی عبارت چھوڑ دوں کیونکہ یہ عبارت صرف مجھے متنبہ کر دینے کے لئے لکھی گئی ہے۔ زبانی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ لفظ "فوقکم" بتا رہا ہے کہ یہ " سبع طرائق " بجز اجرام فلکیہ کے اور کچھ نہیں ہیں، اور ان سے مراد سات ستارے ہیں جن کے اثرات دنیا اور انسانوں پر مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ اسی معنی کے مراد لینے میں " فوقیت " کا پورا مفہوم ادا ہوتا ہے۔ اور انسان پر جو حالتیں گذرتی ہیں ان کے مراد لینے میں " فوقیت " کا مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے اس مفہوم پر پوری طرح دوبارہ غور کیا۔ اور اس کے بعد بھی اپنی جگہ پر قائم ہوں، مفصل بیان مقدمے کے آخر میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ تمنا غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کون ہے، جو عقل و ہوش کے ساتھ جی رہا ہو، اور اس کو مرنے کا یقین نہ ہو۔ مگر مرنے کے بعد کیا ہو گا؟ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے کہ بڑے سے بڑا عاقل، بڑے سے بڑا فلسفی اس کے جواب میں مدتوں سر بہ جیب تفکر رہنے کے بعد بھی جو سر اوٹھاتا ہے تو اس کا چہرہ ایک "آئینۂ حیرت" ہی نظر آتا ہے۔

مذہب نے اس طلسم حیرت کی لوح پیش کی۔ اور صاف بتا دیا کہ جس طرح تم پشت پدر سے شکم مادر میں آئے۔ اور پھر شکم مادر سے اس دنیائے عمل میں پہونچے۔ اسی طرح اس دار العمل سے تمہیں ایک دوسرے عالم میں جانا ہے جہاں تمہیں یہاں کے اعمال کے مطابق جگہ ملے گی اور اسی عالم کا نام "دار الجزا" ہے۔

ارباب توفیق نے تقلیداً یا تحقیقاً مذہب کی بات مان لی کیونکہ مذہب کے دعویٰ کے خلاف کوئی قطعی دلیل ان کے پاس تھی بھی نہیں۔ دوسرے مذہب کی بات ان لینے میں سیکڑوں دنیاوی فوائد و مصالح بھی تھے۔ کہ (از مثنوی مذہب و عقل)

مذہب آمد در د دلہا را علاج	مذہب آمد دار وئے ہر اختلاج
مذہب آمد حکمت آموز لئیم	مذہب آمد چارۂ درد یتیم

مذہب آمد قاہراں را قہرماں — مذہب آمد بے اماناں را اماں

ہست بے مذہب زبوں کار حیات — صد خلش دارد غم بعد الممات

مذہب ار نبود جہاں ہیر و زیاں — خانۂ امید را کند نداساس

مگر وہ جو دنیاوی تفکرات و تردوات سے مطمئن تھے۔ مذہب کی پابندیاں اون کی تکمیل ہوائے نفس کی راہ میں روڑے اٹکا رہی تھیں اس لیئے اس جماعت نے مذہب کی تعلیم سے راہ فرار اختیار کی۔ اور لگی عقل کا سہارا پکڑنے۔ شیطان کو موقع ملا۔ اُس نے مختلف عقلوں کی باگ مختلف طرف موڑ دی۔ کسی نے تو سرے سے مرنے کے بعد کچھ ہونے ہی سے انکار کر دیا۔ کہ "مر گئے مٹ گئے"۔ اس تخئیل نے اس کے معتقدین کو عذاب آخرت سے بے خوف کر دیا اور وہ مطمئن ہو کر اپنی ہر خواہش کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ اگر انہیں کچھ خوف رہا تو اہل دنیا کا قانون اور حکومت کا۔ اگر دنیا اور ارباب حکومت کی نگاہوں سے چھپ کر بڑے سے بڑا جرم اور بڑے سے بڑا گناہ کر کے [illegible] تمام پوری کر لیتے۔

کسی نے مرنے کے بعد جی اٹھنے کو اگر تسلیم نہ کیا تو اس کی عقل نے جزا و سزا کا دارومدار فقط تبدیل جسم پر قرار دیدیا کہ ذمہ دار عمل تو فقط روح ہے۔ انسانی جسم میں اگر روح نے اعمال صالحہ نہ کئے تو آئندہ اس کی روح اسی دنیا میں کسی دوسرے جاندار کے جسم میں آ جائے گی جو انسان سے کم درجہ اور ان اعمال کے مطابق ہوگا اور اگر نیک عمل کئے تو آئندہ کسی دوسرے انسان جو موجودہ انسان سے درجہ و شرف

افضل و اعلیٰ ہو اس کے جسم میں آئے یا ترقی کرکے کچھ اور آگے بڑھے۔

یہ عقیدہ بھی درحقیقت خواہش نفس کی تکمیل میں حارج نہیں۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ ہم پہلے جنم میں کیا تھے اور دنیا میں جو چرند و پرند نظر آتے ہیں ان میں سے کون اگلے جنم میں کیا تھا۔ جب گزشتہ حالت جو خود اسی کی موجودہ روح پر گزر چکی ہے اس کی روح کو یاد نہیں تو آئندہ جو کچھ ہوگا اس کی کیا فکر ہے

بظاہر کسی حیوان کو کچھ غمگین یا پشیماں اور شرمندہ نہیں پاتے اور کوئی بھی پچھتاتا نظر نہیں آتا کہ کاش اگلے جنم میں جب ہم انسان تھے تو ایسے بُرے اعمال نہ کرتے جس کی وجہ سے آج اس حیوانی شکل میں ہیں۔ بلکہ ہم تو انسانوں سے زیادہ مطمئن اور شاداں و فرحاں حیوان ہی کو پاتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

جو ہیں آواگون والے انہیں کچھ بھی نہیں پروا — کہ مرنے سے ہے ڈرنا کیا بدلنا ہے فقط چولا
تھے کیا پہلے جنم میں؟ کون ہے اسکی خبر رکھتا — اگر آگے بھی کچھ ہونگے تو ہونگے غم نہیں اس کا
کہیں ہم شاد انسانوں سے پاتے ہیں پرندوں کو
زیادہ دیکھتے ہیں خوش چرندوں کو درندوں کو

غرض یہ عقیدہ بھی عذاب آخرت کے خوف سے بچنے کے لئے اور تکمیل ہوائے نفس کے راستے کو صاف اور بے خطر بنانے کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور بس۔ ورنہ کوئی آسمانی کتاب اس عقیدے کی حامی نہیں۔

اہل فلسفہ کے خیالات تو حالات بعد مرگ سے متعلق اور بھی ہیں۔ مگر آجکل جن

لوگوں سے ہمارے آئے دن کے سابقے ہیں وہ انہیں دونوں میں سے کسی ایک عقیدے کے ہیں اس لئے اس مثنوی میں انہیں دونوں عقیدوں پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور باقی سے تقریباً قطع نظر کیا گیا ہے۔

ہاں، ایک جماعت عذاب آخرت کی طرف سے اپنے دل کو مطمئن کر لینے والی اور بھی ہے اور یہ جماعت بہت بڑی ہے اور تقریباً اکثر مذاہب میں اس جماعت کا عنصر غالب ہے۔

وہ کفارہ یا شفاعت کاملہ کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یعنی کسی پیغمبر یا بزرگ کا شہید کر دیا جانا ان کے پیروں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کو اپنی شہادت اور اپنے خون ناحق کا واسطہ دیکر اپنے خون بہا میں اپنے تمام ماننے والوں کو بخشوا لیں گے۔ اگر کسی جماعت میں خوں بہا اور کفارے کا عقیدہ نہیں ہے تو شفاعت کاملہ کا عقیدہ تو ضرور ہے۔ غرض ان کے نفس نے ان کو اس طرح ایک غلط بھروسا اور غلط امید دلا کر عذاب آخرت سے مطمئن کر دیا ہے اور یہ بے خوف ہو کر اپنے نفس کی تمام خواہشوں کو پورا کر لیا کرتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

اس جہاں پر تو جاتے ہیں لوگ کروڑوں بچا کر آنکھ لوگوں کی بہت کچھ کر گذرتے ہیں
خدا کا ڈر کہاں، ان خلق سے کچھ کچھ جو ڈرتے ہیں تو نقشے میں ہوس کے رنگ مذہب کا بھرتے ہیں

مذہب و مکر کو دنیا ہنر اپنا سمجھتی ہے
دیانت بیچ دینے میں ضرر اپنا سمجھتی ہے

اس جماعت سے خطاب اس مثنوی میں تقریباً مطلق نہیں ہے ۔ان کے لیے ایک مستقل رسالہ زیر تالیف ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ "شفاعت" کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے ۔ کہ شفاعت تو قیامت میں ضرور ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک شفیع المذنبین ہیں اور آپ قیامت میں اللہ تعالی کی حضور میں گنہگاران اُمت کی ضرور شفاعت کریں گے ملائکہ علیہم السلام کی شفاعت کا ذکر تو خود قرآن پاک میں مذکور ہے ۔ مگر شفاعت انہیں گنہگاروں کی ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالی شفاعت کرنے والوں کو شفاعت کی اجازت دیگا اور وہی لوگ شفاعت کرسکیں گے جن کو اللہ تعالے شفاعت کا اختیار دیگا ۔ نہ ہر بزرگ شفاعت کرنے کا حقدار ہوگا اور نہ ہر گنہگار کے لیے شفاعت کی اجازت ہوگی ۔ اسلیے جو لوگ شفاعت کے بھروسے پر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں وہ شیطان کے دھوکے میں مبتلا ہیں ۔

مختصر یہ ہے کہ اس مثنوی میں دو ہی قسم کے حضرات مخاطب ہیں ۔ ایک تو وہ جنکا عقیدہ ہے کہ "مر گئے مٹ گئے" دوسرے وہ جو تناسخ یعنی آواگون کے قائل ہیں ۔

ان دونوں جماعتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اسلام نے مرنے کے بعد کے متعلق جو بتایا ہے کہ مرنے کے بعد پھر ایک دوسری زندگی ہے ۔ اور آخر ایک دن جزا و سزا کا آئے گا ۔ جب تک وہ دن نہ آئے اچھی روحیں اچھے مقام یعنی علیین میں اور بُری روحیں بُری جگہ یعنی سجین میں رہیں گی ۔ اور حساب و کتاب کے بعد نیکوکار

جنت میں اور بدکار دوزخ میں رہیں گے۔ یہی عقیدہ حق اور صحیح ہے۔

اس مثنوی نے جنت و دوزخ اور قیام قیامت پر تو پوری بحث نہیں کی ہے مگر مرنے کے بعد ایک دوسری زندگی جو اس دنیاوی زندگی سے مختلف ہوگی۔ اور اچھے لوگ مرنے کے بعد علیین میں اور برے سجین میں رہیں گے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اور حساب و کتاب کو ثابت کیا ہے۔

اس اسلامی عقیدے پر مخالفوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ کمسن بچے جو مصائب و تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں یہ کیوں؟ کیونکہ قرآن پاک کہتا ہے مَا اَصَابَکُم مِنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ یعنی جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیاوی مصائب و تکالیف بھی پاداش عمل ہی ہیں مگر کمسن بچے تو معصوم اور غیر مکلف ہیں۔ جب ان کو کوئی تکلیف شرعی نہیں دی گئی ہے تو پھر یہ پاداش عمل کیسی؟ اگر یہ کہا جائے کہ والدین کے اعمال کا اثر بچوں پر پڑتا ہے تو قرآن پاک اس کی بھی مخالفت کر رہا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس لئے کمسن بچوں پر مصائب کے آنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی جاتی۔ علما جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے۔ اس کو اپنے بندوں پر پورا اختیار ہے جس کو جس طرح چاہے رکھے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ یعنی جو وہ کرتا ہے اس کے متعلق کسی کو اس سے کچھ پوچھنے کا حق نہیں۔ مگر یہ جواب اطمینان بخش نہیں کیونکہ کمسن بچے ہی پر اللہ تعالیٰ کو

اختیار تام حاصل ہو اور جوانوں اور بوڑھوں پر نہ ہو یہ کیوں ؟ بندے تو سب یکساں ہیں۔ عاقل و بالغ ہی پر مصائب ان کے اعمال کی وجہ سے کیوں آتے ہیں اور کیوں کہا گیا کہ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی ہم نے اون پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ صاف کہدیا جاتا کہ تم سب میرے بندے ہو۔ میری ملک تام ہو۔ تم پر مجھ کو کامل اختیار ہے جس کو چاہوں گا جنت میں بھیجوں گا اور جس کو چاہوں گا دوزخ میں جھونک دوں گا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں ارشاد فرمایا بلکہ ہر نفس کے متعلق صاف فرمادیا کہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو اس نے کمایا وہی اس کے کام آئیگا اور جو برا کیا وہی اس کے لئے وبال ہوگا۔

مگر اس مثنوی میں اس سوال کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اور اس بسیط جواب کے سلسلے میں جو دعوی پیش کیا گیا اُس کی سند میں قرآن پاک کی آیتیں بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ فریق یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو تمہارا دعوی ہے تمہارے مذہب تمہاری کتاب کا دعوی نہیں ہو۔ اور اصول مذہب کا چونکہ صراحتہً قرآن سے ثابت ہونا ضروری ہے اسلئے صرف قرآن ہی کی آیتیں پیش کی گئیں۔ روایتوں سے قطع نظر کیا گیا تاکہ سندیں جرح وتعدیل کی کشمکش سے محفوظ رہیں اور پھر ہر دعوے کی عقلی دلیل نہایت وضاحت سے بیان کردی۔ درمیان میں جو شکوک پیدا ہوتے تھے ان کو رفع کرنا بھی میرا فرض تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ جہاں جو شک پیدا ہو رہا ہے اگر وہیں اس کا جواب

دیدوں تو بحث بہت طویل ہو جائے گی، اور خلط مبحث اس قدر ہو جائیگا کہ ناظرین موضوع بحث کو متعین کرنے میں دھوکا کھا جائیں گے۔ اس لئے مجبوراً اصل موضوع پر پوری بحث کرنے کے بعد مستقل ایک باب دفع دخل کا قائم کر دیا اور جتنے "دخل" یعنی اعتراض پیدا ہو رہے تھے نمبروار ہر ایک کا "دفع" یعنی جواب دیدیا گیا۔ اور ہر ایک اعتراض چونکہ نتیجہ حضرت عقل تھا اس لئے جوابات بھی عقلی ہی دئے گئے کہیں کہیں قرآن پاک کی کوئی آیت بھی ضرورۃً نقل کر دی گئی ہے۔

آخر مثنوی میں "مستدرکات مفیدہ" کے زیر عنوان مختلف عنوانات کی تحت میں ایسے متعدد ضروری مضامین بیان کئے گئے ہیں جن کا جاننا اس مثنوی کے ناظر کے لئے ضروری اور جن سے اس مثنوی کے اصل موضوع کو گہرا تعلق تھا۔

ایک یہ سوال بھی لوگوں کے سامنے تھا کہ دو شخص ہیں جن میں سے ایک عقائد و عبادات سے تو بالکل عاری ہے مگر اس کے معاملات و اخلاق نہایت اچھے ہیں اور اس نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق کے لئے وقف کر دی ہے۔ غرض حسن اخلاق کا ایک مجسمہ ہے۔ اور دوسرا بالکل اس کے برعکس ہے۔ یعنی عقاید بھی صحیح رکھتا ہے اور عبادات بھی پوری طرح بجا لاتا ہے۔ مگر معاملات و اخلاق اس کے نہایت خراب ہیں۔ یذا رسانی خلق میں ہمہ دم مستغرق رہتا ہے۔ مرنے کے بعد ان دونوں میں سے کس کی نجات ہوگی؟ کیا عقائد و عبادات نہ ہونے کی وجہ سے اس پہلے شخص کے سارے اخلاق حسنہ اور معاملات نیک ضبط ہو جائیں گے اور وہ سیدھے دوزخ میں

ڈال دیا جائے گا۔ اور صرف عقائد و عبادات کی وجہ سے اس دوسرے شخص کی ساری بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور یہ سیدھا جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ یا شخص اول کی نجات باوجود عقائد و عبادات نہ ہونے کے صرف اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ کی وجہ سے ہو جائے گی۔ اور یہ دوسرا شخص باوجود عقائد و عبادات کے اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا؟

یہ سوال ملک میں خوب شائع ہوا اور سنا ہے کہ اکثر علمائے حق نے اس کے معقول جواب بھی دئے ہیں۔ بہرحال اس مثنوی میں اس سوال کا بھی کافی جواب موجود ہے جو غالباً اور بزرگوں کے جوابات سے نوعیت میں الگ ہو گا۔ دیکھئے "رفع اشتباہِ یارانِ طریقت" صفحہ ۴۱ اور "مقصود از تخلیق جن و انس" صفحہ ۴۲ تا صفحہ ۴۶

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ کا شبہہ

میں نے اس مثنوی کے صفحہ ۱ میں "تقریب" کے عنوان سے آیۂ کریمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝

کا ترجمہ اور اس کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ تفسیر اس میں شک نہیں کہ کسی دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ مگر صرف اس لئے کہ یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے اور کسی

دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ یہ تفسیر غلط قرار دیدی جائے الصا فاً صحیح نہیں۔ اللہ کا کلام ایک دریائے بیکراں ہے۔ ہر غواص کو کچھ نہ کچھ نئے موتی قیمتی سے قیمتی مل جاتے ہیں۔ لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی۔ ولو جئنا بمثلہ مدداہ

باقی رہا یہ الزام کہ" ترجمے میں' فوقھم' کا ترجمہ نظر انداز کر دیا گیا ہے" جس کی وجہ سے میری بیان کردہ تفسیر حضرت مولانا کے نزدیک محل نظر ہے صحیح نہیں۔

لفظ" فوق" کے معنی وضعی میں بلندی مکانی کا مفہوم ضرور ہے۔ مگر اس کا استعمال غلبہ' زیادۃ' احاطہ' برتری' فضل وغیرہ معانی میں بھی بکثرت موجود ہے۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن پاک ہی کی مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ کی جائیں۔

۱۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ (آل عمران جـ۳ ع۱۴) میں بمعنی غلبہ

بمعنی زیادت:
۲۔ فان کن نسآء فوق اثنتین (نساء جـ۴ ع۱۳)
۳۔ وفوق کل ذی علم علیم ہ۔ (یوسف جـ۱۳ ع۴)

بمعنی احاطت:
۴۔ وھو القاھر فوق عبادہ (انعام جـ۷ ع۱۴)
۵۔ وانا فوقھم قاھرون۔ (اعراف جـ۹ ع۱۵)

۶۔ ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت (زخرف جـ۲۵ ع۹) بمعنی علو مرتبت

۷- والذین اتقوا فوقھم یوم القیمۃ (بقرہ ج۲ ع۲۶/۱۰) بمعنی علو مرتبت

۸- لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (ابتدا سورہ حجرات ج۲۶ ع۱۳) بمعنی شدت

۹- فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان (انفال ج۹ ع۲/۱۶) بمعنی "علی"

۱۰- زدناھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ۰ (ج۱۴ ع۱۸) بمعنی علاوہ

۱۱- ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا۔

(بقرہ ج۱ ع۳/۳) بمعنی "دُوْنَ"

مذکورہ بالا آیات کریمہ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہوگیا کہ فوق کے معنی میں بلندی مکانی کی تخصیص ضروری نہیں اس لئے میں نے جو وجعلنا فوقکم میں معنی احاطت کو ملحوظ رکھتے ہوئے "فوقکم" کا ترجمہ فقط "تم پر" لکھا تو اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

مگر سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ مولانا نے فوق کے ترجمے میں بلندی مکانی پر تو اتنا زور دینا ضروری تصور فرمایا۔ مگر سبع طرائق کے ترجمے میں طرائق سے اجرام فلکیہ کے مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ تلاش نہ فرمایا۔ طرائق تو "طریقہ" کی جمع ہے جس کے معنی راستہ 'سیرت' حالت' کیفیت' وغیرہ ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس لفظ سے ستارہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔

میں مضمون کو خواہ مخواہ طول دینا نہیں چاہتا اسلئے اپنی بیان کردہ تفسیر کی تائید میں اب صرف قرآن پاک ہی کی پوری آیت پیش کر دیتا ہوں جس کی آخری کڑی یہی

سبع طرائق والی آیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۝ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ق وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ (ابتدائے سورہ مومنون ج۱۸ ع۱) دیکھئے سبع طرائق کے سلسلے کو گن کر اللہ تعالیٰ کس خوبصورتی سے بات یہ کہہ کر ختم کر دی کہ " فتبارک اللہ احسن الخالقین" اس کے بعد چونکہ اصل تو موت و بعد الموت سے ڈرانا مقصود ہے اسلئے موت اور بعث بعد الموت کا ذکر بطور عطف نظر مخاطب ہوئے اصل مقصود کرتے ہوئے وہ سات حالتیں جو اوپر گن کر سنا دیں اُن کو اجمالاً یوں بتا دیا کہ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق الخ سبحان اللہ سبحان اللہ!

باقی رہ جاتی ہے ایک بات۔ وہ یہ کہ میں نے اپنی بیان کردہ تفسیر میں انسان کے لئے تین عالم۔ عالم انتشار۔ پھر عالم اجتماع اس کے بعد عالم معاطہ یعنی دنیا قرار دیتے ہوئے ہر جگہ اسکے لئے سات سات حالات بیان کئے ہیں اور اس آیت شریفہ سے استدلال کیا ہے اور یہاں تو صرف ایک ہی عالم یعنی عالم اجتماع پشت پدر و شکم مادر کے حالات بیان کئے ہیں اور بس۔ اسلئے اول و آخر کے سات حالات کہاں آگئے میں

اس وضاحت سے مذکور ہیں ؟

مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی منزل عالم انتشار کے سات حالات بھی قرآن پاک میں ضرور مذکور ہیں ۔ مگر عالم انتشار کے حالات ہیں اسلئے اس کی آیتیں بھی منتشر ہیں ۔ اور مختلف مقامات تدبیں ہیں ۔ جن کو یکجا کیا جا سکتا ہے ۔ مگر یہ بات اتنی واضح اور صحیح ہے کہ ہر صاحب عقل اس کو بے دلیل تسلیم کرے گا بلکہ قبل سے تسلیم کئے ہوئے ہے اس لئے اس کے لئے تمام آیتوں کو مجتمع کرنے کی خواہ مخواہ کوئی ضرورت نہیں ۔

باقی رہیں بعد کی منزلیں یعنی عالم معاملہ کے سات حالات ۔ اس کی آیتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں مگر یہ بھی بے حد واضح ہے ۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر مولود پر یہ سات حالتیں گزریں ۔ کیونکہ کوئی بچہ ہی مرجاتا ہے کوئی جوان، کوئی ادھیڑ ۔ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ اس لئے دنیا کی یہ سات حالتیں ہر ایک پر مترتب بھی نہیں ہوتی ہیں ۔

آخر میں میں اس مقدمے کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ٥ کہ اے پروردگار ! ہمیں دنیا میں بھی "حسنہ" عطا فرما ۔ یعنی توفیق دے کہ وہ سارے فرائض جو دنیا سے متعلق مجھ پر عائد کئے گئے ہیں ۔ اور جن سے

اصلاح دنیا کا تعلق ہے اُن فرائض کو ہمیشہ پوری طرح ادا کرا۔ اور اُن کو
پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی "حسنہ"
عطا فرما۔ یعنی وہ فرائض جن کا تعلق اصلاح آخرت سے ہے اُن کو
بھی ہم سے پوری طرح ادا کرا دے۔ اور اُن کو پوری طرح کرتے رہنے
کی توفیق عطا فرما۔ یعنی حسنۂ دنیا (حسن معاملات وحسن اخلاق) بھی
ہم کو عطا فرما اور حسنۂ آخرت (حسن عقائد وحسن عبادات) بھی ہم کو
مرحمت کر۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ

خاکسار

تمنا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہٗ

رباعیات

مذہب جو نہو، کوئی مہذّب نہ رہے | انسان انسان نہو جو مذہب نہ رہے
مذہب یعنی ہے آدمیّت اک لفظ | مہمل ہے وہ لفظ جس میں مطلب نہ رہے

مذہب کو سمجھ کے راہ ٹھکراؤ گے | اور عقل کی آنکھ پا کے اتراؤ گے
لیکن تم کام لیکے آنکھوں سے فقط | رستے کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے

گھر سے شب تار میں نکلئے تو سہی | آنکھیں ہوں مُندی اگر سنبھلے تو سہی

مذہب ہے اگر راہ، تو ہے عقل بھی آنکھ | بے آنکھ کے راستے پہ چلیے تو سہی

ہے عقل، تو مذہب سے یہ نفرت کیسی؟ | مذہب ہے اگر، عقل سے وحشت کیسی؟

مذہب اک راستہ ہے اور عقل ہے آنکھ | رستے اور آنکھ میں رقابت کیسی؟

چارہ نہیں بس ہر چند درایت کے بغیر | مانو نہ روایت کو درایت کے بغیر

تقلید ہے رات، اور تحقیق ہے شمع | شب کو نہ چلو شمع ہدایت کے بغیر

تمنا عمادی مجیبی غفرلہ

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ
(جاثیہ ج ۲۵ ع ۴)

اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ
(ع ۱ ج ۲۶ سورہ احقاف)

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ
(آخر سورہ قصص ج ۲۰ ع ۹)

(مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
(ابتداء ع ۳ ج ۱۶ سورہ طٰہٰ)

وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ
سَبْعَ طَرَآئِقَ
وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ
(مؤمنون ج ۱۸ رکوع اول)

مثنوی
معاش و معاد

(من)

العبد الذلیل لربہ الجلیل الباری
محمد الشہیر بمحی الدین المتعارف بتخلص تمنا الفلواری
اوصلہ اللہ الیٰ احسن ما تمنیٰ ووفقہ لما یحب و یرضیٰ

حسب فرمایش ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف ضلع پٹنہ
باہتمام سید نور الحسن پھلواری

در برقی مشین پریس محلہ مراد پور بانکی پور پٹنہ جلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے کہ حیراں عقلہا در شانِ تو
عجز از عرفانِ تو عرفانِ تو

ذرہ ذرہ شاہدِ یکتائیت
با ہمہ پنہانیت پیدائیت

ہر چہ ہست از سرد و گرم و خشک و تر
ہست بر سنگِ درت بنہادہ سر

قدرتت کو فاعلِ ہر ما ترید
کُلَّ شَیءٍ حَیٍّ مِنَ الماءِ آفرید

فَالِقُ الاِصبَاحِ رَزّاقُ الجَنِین
صبح کرنے والا — پیٹ کے بچے کو رزق دینے والا
خَالِقُ الاِنسَانِ مِن مَّاءٍ مَّہِین
انسان کو ایک ذلیل پانی سے پیدا کرنے والا

ہر چہ انسان است از حلقوم و دوش
ہم ز دست و پا و پشت و چشم و گوش

مر ورا بخشیدۂ اے لم یزل
اے نہیں مٹنے والے
جَازِیاً عَمَّا جَنَینَا قَد فَعَل عـه
جو کچھ جنین نے [illegible] حالت میں اس نے [illegible]

زانکہ خود فرمودۂ سعد و العطا
لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ
انسان کے پاس نہیں ہے مگر وہی جو کچھ اس نے کیا ہو

عـه
ہر چہ انسان راست از سعیِ تو نیست
گرچہ استحقاق بے فضلت کیست

عـه [illegible] سعی [illegible] دعوی [illegible] مثنوی [illegible]

آنچہ زو از نیکوئی آمد پدید	داد لیش اجر مضاعف بل مزید
یک بلا بر ما کسبت ہائے خطیر	از تو آید و یعفوا عن کثیر
جو کچھ اس نے کیا	اور تو بہتیری باتوں سے درگزر کرتا ہے

مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ[1] پ ۲۵ سورۂ شوریٰ

چوں کنم اے خالق بالا و پست	شکر نعمتہائے تو چندانکہ ہست
رَبِّ اَوْزِعْنِیْ لِاَنْ اُثْنِیْ عَلَیْکَ	اِنَّمَا التَّوْفِیْقُ اَمْرٌ مِّنْ لَّدُنْکَ

نعت

حبذا آں شمع جمع انبیاء	گرد راہش کحل چشم اولیاء
حبذا ہر خلق او خلق عظیم	ہم کریم و ہم رؤف و ہم رحیم
حبذا ہم امّی و ہم شہ علیم	خود سراپا سر علم و ہم علیم

[1] ترجمہ۔ جو کچھ مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ سب تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی سے [illegible] اللہ تعالیٰ بہت
[illegible] ہے ۱۲

حبذا شمع شبستانِ ہدیٰ	قامتِ بے سایہ اش ظلِ خدا
او نبی وہم شفیع المذنبین	آدم و حوّا امیان ما و طین

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ سورہ حدید ۲۷ ع ۳/۱۹

ترجمہ[۱] جو کچھ بھی (اچھا بُرا) تمہارے ساتھ ہوتا ہے روئے زمین پر یا خود تمہاری جانوں میں وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہوتا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کا نفاذ کریں۔ اور یہ اللہ کے نزدیک آسان ہے (یعنی قبل کسی بات کے ظہور ہونے کے اس کا پہلے سے کہیں لکھ رکھنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں) (اور یہ اسلئے کہہ دیا گیا) کہ جو کچھ تم سے چھن جائے اوس کا کچھ غم نہ کیا کرو اور جو کچھ تمہیں ملے اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اکڑ کر چلنے والے شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ما اصابکم من مصیبۃ میں مصیبت کا لفظ عام ہے ہر وہ بات جو کسی تک پہنچے اس کو لغۃً مصیبت کہہ سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۝ فضل پہنچانے کو بھی یُصِیْبُ سے تعبیر کیا گیا۔ یہاں اس آیت سے استدلال یہ کیا گیا کہ آپ (صلعم) کے لئے نبوت آدم و حوا علیہما السلام کی پیدایش سے قبل ہی لوح محفوظ میں لکھ دی گئی تھی۔ اسلئے یہ مشہور حدیث غلط نہیں۔ منہ۔

ء آخر سورہ یونس۔ پ ۱۱۔ ع ۱۱/۱۶

منقبتِ قرآنِ مجید

اے ہُمے آیاتِ فرقانِ مبیں	حرف حرفش رحمۃٌ للمؤمنین

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]
سورہ بنی اسرائیل ع $\frac{9}{9}$ پ ۱۵

اِقْرَءُوْا فِیْهِ هُدًی فِیْهِ شِفَآءٌ	اِنَّهٗ یَشْفِیْكُمْ مِنْ كُلِّ دَآءٍ

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ [2] سورہ حٰم سجدہ۔ آخر جز۔ پ ۲۴ ع $\frac{5}{19}$

پارہائش پارہائے مہر و ماہ	ضوفشاں ہر منزلش چوں شمع راہ
صفحہ اش دریائے علمِ بے کراں	ندراں ہر سطرِ او موجے رواں
فتحہ اش صد فتوح آید بہ پیش	کسرہ اش اکسیر از فہم بیش
ضمہ اش منضم بآثارِ فتوح	سربسر ہمچوں کلید قفلِ روح

[1] ترجمہ۔ ہم اُتارتے ہیں قرآن سے وہ باتیں جو شفا اور رحمت ہیں ایمان رکھنے والوں کے لیے ۱۲ منہ

[2] کہہ دو (اے رسول) کہ وہ (قرآن) ایمان رکھنے والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے ۱۲ منہ

از پے دلہاست رجزش سکون
واقفیت است و فقش رہنمون

نقطہ اش در نہاں صد نکتہا
مرکزے باشد محیط علم را

ناتواناں را مدد ہر ہمداں
درد و وا از دوا رست اماں

کے بر آید کار ہے از آفتاب
لَیسَ یَکفِینَا مِنَ المَاءِ السَّرَاب

نیاید از سراب کار آب تشنگی دہد

حرمتش بے تا زدے احترام
مس او بے تا مطہر شد حرام

حبذا وقت تلاوت چوں حق
بندہ با مالک آید ہمسخن

جلوہ گاہ معنیش باد دلم
رہنما او باد در ہر منزلم

مقدمه

اندریں دنیا کہ دنیا ے جنونست
ہر کسے را وحشت از دیگر فزونست

ہر کجا دنیا چو آواز ہمہ شر
نعرۂ آزادیت آید بگوش

بنگری جمعے بہر جا مجتمع
مقصدے نا گفتنی پنہان بدل
قوم قوم و ملک ملک اندر دہن
گہ بلب غوغائے بربادئ ملک
دعوئ حریت ایشان از لب
گریۂ ایشان برائے خندہ
نعرۂ شان "من خدا و من رسول"

بے طمع گفتار و سرتا پا طمع
بر زبان صد فقرہائے مشتعل
نام مذہب بر لب و نام وطن
گہ بسر سودائے آزادئ ملک
دست و لب بکشادہ از بہر طلب
ور نہ ہر وعظ در دِ چندہ
ہم نہ بیند سالمے جز "من یقول"
کہ می گوید؟

اے کہ می داری فغان "قوم قوم"
"قوم قومست" ہست آخر قوم کو
قوم افراد منظم راست نام
قوم اگر نبود منظم، قوم کو

این فغان در یقظہ ہستت یا بنوم
منتظر لیلست اینگہ یوم کو
در تشتت این لقب بستانش بدہ
فاقہ ہست از نیست نیت صوم کو

فارغ از تنظیم و دیر اصلاح محو	"صرف"[١] را بگزاشتہ خوانی چہ "نحو"
شد ہمہ "تہذیب"[٢] و "تدبیر"[٣] خاک	جملہ داری در سیاست انہماک
اے کہ ہستیت ناجہذب ذاتہا[٤]	ابترت ہست اقتصادیاتہا[٥]
ایں سیاستہائے تو دیوانگیست	غفلتت چوں از امور خانگیست
ایں سیاستہا تجارتہائے تست	بر مفادِ قوم غارتہائے تست
دام آزادی مگر گسترده	بندهٔ خود قوم خود را کرده

جمعے دیگر

ہمچناں جمعیت حریت طلب	دعویٔ آزادگی ہستش بلب
ہر زماں سودائے آزادی بسر	محو در ہنگامۂ وحشت اثر

[١] مراد از علم صرف و علم نحو۔ یعنی صرف سے الفاظ مفردہ کے احوال اور نحو سے مرکبات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اسلئے پہلے صرف پڑھ لینا ضروری ہے۔ [٢] "تہذیب" سے مراد تہذیب الاخلاق ہے یعنی شخصی اصلاح۔ [٣] "تدبیر" سے مراد تدبیر المنزل ہے۔ یعنی خانگی اصلاح۔ [٤] "ناجہذب ذاتہا" یعنی اشخاص تہذیب الاخلاق سے عاری ہیں۔ [٥] یعنی تمہارے اقتصادی اور خانگی حالات خراب ہو رہے ہیں۔

نزد ایشاں اندریں دورِ زماں | امتیازے نیست در خرد و کلاں

نیست در سر جز ہوائے خودسری | می کند سالار پیئے ہر لشکری

علمِ شاگرداں ز استاداں فزوں | از مریداں شد پیراں سرنگوں

شد زناں از خانہ داریہا رہا | شوہر اندر خانہ زن در کوچہا

از قیود امر و نہی امہات | راہ آزادی ہمی جوید بنات

خواہی ار پابندی خود را کشود | دیگراں را ہم رہا کن از قیود

ہے کہ ایں پابستگیہا رحمتے است | از برائے امنِ عالم علتے است

گر نباشد جبر و قید اندر جہاں | زیر دستے از کجا یابد اماں

فہم ایں سر ہر کہ عقلش رہنمون ست | "خوش آزادی مگر خوش جنون ست"

جمع سویم

ہمچناں جمع سویم باشد بسر | ظاہرش تشہد ست و باطن حملہ بر

زعمِ حریت مر ایشاں را بدل — ہر نفس در خطرۂ ایماں گسل

سید الاحرار زیشاں ہر یکے — عقلِ ایشاں بہر ایشاں مہلکے

ہارب از پابندیِ دینِ مبیں — ہر دمش نفسِ بدش اندر کمیں

بندگیِ حق گلویش است طوق — بندۂ نفس ست او آما بشوق

بندگیِ نفس اصلِ دینِ او — جملہ تسویلاتِ نفس آئینِ او

گر پرستاری نفس ست اینچنیں — ہر چہ خواہی کن کہ آزاد ست دیں

در جہاں ظلم ست جملہ دار و گیر — اینچنیں آزاد اگر باید ضمیر

اے کہ ہستی در ہوا ہا پا بگل — نیست ایں مفہوم آزادیِ دل

فکرِ آزادی تو میداری بہ پیش — در رہِ تکمیلِ خواہشہائے خویش

بایدت آزاد و خرم زیستن — در رہِ تکمیلِ فرضِ خویشتن

نے بے رہی را ترک گو بر جادہ رو — در پیِ رہبر مگر آزادہ رو

انچه خود خواهی پئے دیگر مخواه — باد گر آزاده رو یکساں براه
هاں مشو پابند حرص نفس بد — جهد کن از بهر آزادیٔ خود

قرض خود بشناس و در دل شاد باش
در ادائے قرض خود آزاد باش

رجوع بمقصد

الغرض این قوم حریت زده — دست بنهاد در امن وحشت زده
کُلَّ یَوْمٍ دَاهِشَةٌ حالات او — مَا یَقُولَتُش روشن از مَافاتِ او
(انچه بر باد خواهد رفت — انچه بر باد رفت)
بر سر شاخ است و در پیش ثمر — می کشد لیک ارّه در پائے شجر
بهر آزادی چو کرد اعلان جنگ — کرد یکجا خنجر و تیغ و تفنگ
خنجر حریت او اوّل نهاد — بر رگِ جانِ معاش و اقتصاد
باز چوں شمشیر آزادی کشید — غیرت و شرم و حیا را سر برید

اے زہے آزادیِ ایں اہلِ دور | کارِ اینان حیلہ از عقل ست دور

تیغِ حریت بسے چوں آختند | شرع و دیں را مرغِ بسمل ساختند

ننگرند ایشاں ز چشمِ امتیاز | عیشِ آزادانِ یورپ را بہ آز

چوں کسانے کز تنک ظرفی تُود | عمرہا بردند بر قاروں حسد

اول ایں قوم گرفتارِ جنوں | خوفِ خالق کرد از دلہا بروں

منکر آمد بعث بعد الموت را | تا نباشد وحشت از روزِ جزا

خوفِ حشرش باز نے ترسِ سقر | می کند او ہر چہ خواہد بے خطر

ہر کسے زیشانست غافل از اجل | جز بدنیا نیستش سعی و عمل

ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (آخر کہف پ ۱۶ ع ۱۲/۲)

انکی کوششیں دنیاوی سامانِ زندگی کی فراہمی میں برباد ہوئیں اور یہی سمجھتے رہے کہ ہم تو بہت اچھا کام کر رہے ہیں

قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ عیشِ دنیا کے طلبگاروں نے کہا کہ کاش کہیں ہمیں بھی ہوتا جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے۔ وہ تو بڑی قسمت والا ہے۔ (سورہ قصص پ ۲۰ ع ۸/۱)

یاست ایشاں را ز دیں انکار نام — یاست اقرارے کہ انکارش غلام

قوتے گویند و حق نامش نہند — خالقش گویند و ثنائش دہند

بے شعور و بے حس و بے اختیار — حس ایشاں را بود پروردگار

تا گزیر آمد قبول علتے — قوتے لیکن نہ صاحب قوتے

نیک داند عقل و دانش ہر کراست — قوتے بے صاحب قوت کجاست

زاں ہمی گویند حق را بے شعور — از سزائے جرم تا باشند دور

ہر کرا باشد نہ علم و آگہی — کے دہد کس را سزائے گمرہی

زیں چنوں از خوف خالق ایمنند — لیک خوف از خلق بجدی می کنند

جرم نبود ہیچ جرمے نزد شاں — تا نباشد دیگراں را علم آں

نزد شاں باشد ہنر اخفائے جرم — جرم می دانند صرف افشائے جرم

جرم باشد در حد قانوں اگر — نزد ایشاں بہترین باشد ہنر

خلق را گویند آرے دین ما ست — حسن خلق و حسن کار آئین ما ست
دیں نیامد جز پئے منع فساد — دیں بود با اہل عالم عدل و داد"
"ما نیازاریم بر روئے زمیں — ہیچ کس را دین ما باشد ہمیں"

نیست ایں الفاظ غیر از قول زر — در حقیقت از حقیقت ہست دور
احتراز است ایں فقط از ردِ خلق — "تا رہند از طعنۂ الحادِ خلق
خود اگر بینی دریں اہل ریا — حسن در خلق است نے در کارہا
کار ایشاں جملہ زشت و جملہ بد — خلق ایشاں نیست جز بغض و حسد
ظاہر شاں روشن و باطن سیاہ — رہبری خواہند و خود گم کردہ راہ
ایں اسیرانِ کمند حرص و آز — ایں نہ بینند از نگاہِ امتیاز
ہر کہ ہست از مسلمین از ہنود — گبر باشد یا نصاری یا جہود
یا کسے دہریۂ بے دیں بود — حسن خلقش مسلک و آئیں بود

هر که بدکار است قول او ست نیز
دزد هم گوید که دزدی ناروا ست
بخل را هر کس شناسد خوی بد
قاتلان را هم همی آید نظر

نیکی کار است از جانم عزیز
نزد ظالم هم ستم کردن خطا ست
هر کسی بگریزد از بغض و حسد
قتل بی جرم است جرم سخت تر

همچنان جود و سخا و عدل و داد
صدق و همدردی و هم رحم و کرم
صبر و شکر و عفو و اخلاص و وفا
لیک باشد دین و مذهب گر همین

خلق داند خلق ارباب سداد
خلق داند مسلک اهل همم
خلق داند مذهب اهل صفا
نیست بیدین هیچ شخصی بر زمین

حسن خلق و حسن کار است امر عام
خلق و کار نیک را حسبی بدان

دین عبادات و عقائد راست نام
جان عبادات و عقائد اندران

بر عقائد داں بنائے شرع و دیں	چوں ستوں باشد عبادت ہم ازیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم رکھی اس نے دین کو قائم رکھا۔ اور جس نے نماز (کی عمارت) کو ڈھا دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

سقف می داں خلق و کار نیک را	خانہ نبود بے ستوں بے بنا
تو کجا باشی چو نبود خانہ اُت	ہر کجا باشی جہاں بیگانہ اُت
سبزہ بیگانہ اندر چمن	کے تو دانی لذت حب الوطن
نہ بود اعتماد ہیچ کس	خلق در کار تو دار د پیش و پس
ہر کجا از خلق خوف آیدت	حسن کار و حسن سیرت بایدت
ہر کجا تنہائیے باشد ترا	از کہ ترسی ؟ گر نہ ترسی از خدا
نیست سیرت گر عقائد نیستت	جز عبادت لیک شاہد نیستت

وعدہ را سازی مؤکد از قسم	چوں خدایت نیست اینت نیست ہم
حسنِ اخلاقت نباشد معتمد	چوں ترا نبود بدل خوفِ احد
پس نباید اندریں دارِ فتن	بے عبادات و عقاید زیستن
بے عبادات و عقائد زینہار	حسنِ خلقت باشدت بے حسنِ کار

اگر نہ باور آیدت ایں مختصر
مثنویم را بچشم دل نگر

تقریب

قال اللہ تعالیٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ

(سورہ مومن۔ جزء ۱۸ رکوع اول)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر سات طریقے پیدا کئے۔ اور ہم (کوائف) تخلیق سے غافل نہیں ہیں۔

ایک انسان پہلے عالم انتشار میں تھا۔ یعنی اس کے اجزاء پہلے خدا جانے کہاں کہاں منتشر تھے۔ اس کے بعد عالم اجتماع میں آیا جس کی دو منزلیں ہیں صلب پدر اور شکم مادر۔ یہاں اس کے تمام ذرات مجتمع ہوئے اور وہ ایک ننھا سا انسان بن گیا۔ ان دونوں منزلوں میں نقطۂ تخلیق جسم ہو گئی اور جسم سے روح کا تعلق پیدا ہو گیا۔ جسم کی یہاں اسی قدر تکمیل ہوئی جتنی کہ تعلق روح کے لئے ضروری تھی۔ اس کے بعد عالم اعمال میں آیا۔ یعنی عالم اسباب میں۔ یہاں پہلے جسم کی تکمیل ہوئی اور رفتہ رفتہ روح کی دماغی پرورش اور تعلیم۔ اگر خام روح ناتجربہ کار کو مکمل جسم مل جاتا تو بہت سے نقصانات کا احتمال کیا کہ یقین تھا۔ اسلئے جسم کی تکمیل روح کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ ہوئی۔ پہلے عالم یعنی انتشار میں سات مرحلے طے ہوئے۔ پہلے ذرات تھے جو پانی کے ساتھ ملے پھر زمین میں بوئے ہوئے دانوں

کی خوراک بن کر اس کے اجزاء اور دوسرے اجزاء کے ساتھ اسی میں جذب ہو گئے۔ پھر پودا پھر درخت ہوا۔ پھر اسی میں شگوفے نکلے جن میں وہ اجزاء انسانی پہنچے۔ پھر پھل ہوئے۔ جن چند پھلوں میں اسی ایک انسان کے اجزا پنہاں تھے ان پھلوں کو اس آنے والے انسان کے باپ ماں نے کھایا۔ اب جبکہ تمام سے انہیں غذاؤں کے ذریعے اس آنے والے انسان کے اجزاء اس کے باپ ماں کے بدن میں آ گئے۔ تو اب یہاں سے دوسرا عالم یعنی عالم اجتماع شروع ہوا۔ یہاں بھی اسی طرح سات مرحلے اس کو طے کرنا پڑیں گے۔ تین اس عالم کی پہلی منزل یعنی پشت پدر میں اور چار دوسری منزل یعنی بطن مادر میں۔ غذا۔ خون۔ پھر نطفہ۔ تین صورتیں اوس کی جسم پدر میں رہیں۔ اور علقہ۔ مضغہ اور عظام مکسیۃ للحم (ہڈیاں جن پر گوشت چڑھا ہو) پھر جنین بطن مادری میں بنا۔ دنیا میں آیا تو یہاں بھی وہی سات مرحلے ہیں۔ مولود۔ رضیع۔ صبی۔ مراہق۔ بالغ شاب۔ کہل۔ ہرم۔ اور اللہ تعالیٰ کچھ اس سے غافل نہیں کہ وہ کس کس منزل میں تھا اور ہے یا رہے گا۔ اور عالم انتشار میں اس کے اجزا کہاں کہاں رہے اور کہاں رہیں گے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین ٥



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وبحمدہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقِكَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

کیفیتِ آفرینشِ انسانی

اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ (مرسلٰت آخر پ ۲۹ ع ۲/۱)

کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی سے۔ پھر بنایا ہم نے اس کو ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رہنے والا ایک مقدار معین تک۔ پھر اندازہ مقرر کیا ہم نے۔ پس کیا اچھا اندازہ معین کرنیوالے ہیں۔

آدمی کو ہست امروز آدمی
پیشتر زیں او چہ بود امرد بوش

جسم و روح و ناطقہ دارد ہمی
یا بفرما یا بکن از من تو گوش

بود در عالم بہر اطراف شش — منتشر اجزائے دیمقراطیس[1]

دانہا چوں در زمین کارید شد — وآبہا چوں از فلک بارید شد

جملہ اجزا ایں ز ہر چار آخشیج[2] — گشت با اجزائے آں دانہ مشیج[3]

کرد دانہ در زمیں جذب از رش — چند روز یافت در وی پرورش

بعد ازاں سر بر زد و گشتہ نہال — وندراں صد خوشہا پر مثال

وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط انظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

---

۱ دیمقراط۔ دیمقراطیس۔ ایک یونانی حکیم تھا۔ اجزائے دیمقراطی ننھے ننھے ذرات بسیط جن کی تجزی محال ہے جن سے عالم اور عالم کی سب چیزیں بنیں۔ پہلے اس تھیوری کا انکشاف دیمقراطیس کو ہوا تھا۔ اسلئے اسی کے نام سے منسوب ہے۔ ۲ آخشیج۔ عنصر چار۔ آخشیج یعنی آب و آتش و خاک و باد۔ ۳ مشیج معنی آمیختہ۔

لَآيٰتٍ[۱] لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ انعام جزء ۷ - رکوع ۱۲)

از ثمرہائیش چو انسانے بخورد
جسم او از وے تمتعہا ببرد

زاں تمتع شد در و خونہا ہم
دَورش اندر رگ رگہائش دمبدم

شہوتش راندہ سوئے پہلوئے زن
رفت و ایّاہا[۲] تَغَشّٰے لیلۃً

آنچہ از اجزائے انسانے کہ بود
مختفی در خوشہ من حیث الوجود

[۱] (ترجمہ پوری آیت کا) اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان (اوپر) سے پانی اتارا۔ پھر نکالی اس سے ہر چیز کی گھانس۔ پھر نکالی اس سے سبز کوپل (درخت) کہ نکالتے ہیں ہم اس سے تہ بتہ دانے اور کھجور کے اقسام سے کہ اسکے گپھے سے خوشے ہیں نیچے لٹکے ہوئے۔ اور باغ انگور زیتون اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور مختلف۔ دیکھو اسکے پھلوں کی طرف جب وہ پھل دیں اور اس کے گپھے کی طرف۔ بیشک اس میں ایماندار قوم کیلئے نشانیاں ہیں۔ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ ۔ اس کُلّ شَیْءٍ میں بڑا رمز ہے۔ درحقیقت نبات خواہ جاندار کے اجزا اور اولی نباتات کے ضمن میں اس کے اپنے اجزا کے ساتھ اگتے ہیں یہ اس کی طرف ایک نہایت لطیف اور بلیغ اشارہ ہے۔ جن درختوں اور پھلوں کا تذکرہ اس آیت میں ہے اون پھلوں میں مادہ منویہ کے پیدا کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے۔ ایماندار قوم کیلئے ان میں نشانیاں ہونے کا ذکر کس قدر صحیح ہے فَتَفَكَّرُوْا يَا اَهْلَ الْاِيْمَانِ ۔ ۱۲

[۲] یعنی با زن خود شبے ہم بستر شد۔ ۱۲

منتقل از دانہ شد سوئے شجر — وز شجر شد منطلق اندر ثمر

وز ثمر در جسم آکل آمدہ — در تنش باخوں مشاکل آمدہ

چند قطراتِ دمش وقتِ بعال — نطفہ گشت و یافت در بطن انتقال

اینست آں نطفہ کہ اصلِ آدمیت — جمع اجزاے پریشانش منیت

نطفہ باشد جوہرِ اصلیتش — اولیں منزل پس جمعیتش

آخراں اجزاے آں آب و گِل — جمع گشتہ شد ز صلبے منتقل

پس بفحواے طبق بعد از طبق — در رحم آں نطفہ گشت اول علق

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ - (سورہ انشقاق حب ۳۰ ع ۹)

واں علق شد مضغہ و بعدش عظام — کسوتِ آں عظم لحم آمد تمام

ماندہ تا ۹ ماہ اندر بطنِ اُم — رُخ بدنیا کرد در ماہِ دہم

در رحم او بود ناقص چوں ہلال — یافت در دنیا در انسانی کمال

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

(رکوع ۱ سورہ مومنون)

ہر شئے را کامیابی میسر نمی شود

لیک می بینی تو آخر بالیقیں
ہمچناں ہر نخل بار آور نشد

این کہ ہر دانہ نروید از زمیں
شد اگر ہر شاخ خوشہ ور نشد

لہ ترجمہ:- ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفے کو علقہ (یعنی جمے ہوئے خون کی طرح) بنایا۔ پھر اس علقے کو لوتھڑا بنایا پھر اوسی ہڈی پر گوشت چڑھایا۔ اسکے بعد اسکو ایک دوسری تخلیق میں کھڑا کیا۔ پس برکت والا ہے اللہ جو نہایت بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

ہمچناں در خوشہ نبود ہر ثمر ‌ ‌ کش بود در معدۂ شخصے گذر
ہمچناں ہر لقمہ را نبود مساغ ‌ ‌ تا بود خون دل و قوتِ دماغ
ہمچناں ہر قطرۂ خونِ بدن ‌ ‌ کے تواند مایۂ نطفہ شدن
ہمچناں ہر نطفہ نبود مستحق ‌ ‌ تا کنندش سوئے بطنے منطلق
ہمچناں اندر رحم ہر نطفۂ ‌ ‌ کے دہندش ساز و برگ مضغۂ
ہمچناں ہر مضغہ کے گردد جنیں ‌ ‌ ہر جنیں نبود کہ خیزد بر زمیں

ناکامی ناکاماں

دانہا ریزند اندر آب و گلِ ‌ ‌ لیک شد او خاک گشتہ مضمحل
ریشہا باشد کہ سر بر زد ز تخم ‌ ‌ در نمایش بعد ازاں افتادہ سقم
سر برا زگل کرد صدہا نونہال ‌ ‌ دیدہ لیکن گشتہ پامال
خوشہا گل کرد اندر شاخہا ‌ ‌ کو غذا گشت ستارغ و بوم را

بس ثمرہائے بشاخ آویختہ
بر زمیں اجزاش از ہم ریختہ

لقمہا باشد کہ خورد انساں مگر
قے شد و از معدہ اش آمد بدر

دیدہ خونہا کہ شد زرواں دریم
یا بروں شد از لب زخم الیم

نطفہا در احتلام افتد بدر
در رحم قطعاً نداوندش گزر

آبہا باشد کہ بگرفتہ زنش
لیک زاں ممکن نشد آبستنش

مضغہا باشد کہ بود اندر رحم
بر فتاد و سر نشد از وے مہم

بس جنیں در بطن مادر شد نہاں
یک نفس نکشید ہم اندر جہاں

بچہا زائیدہ شد اما گہے
مرد بعد از ساعتے روزے مہے

غور بر وجوہ کامیابی و ناکامی

ہیچ دانی ایں ہمہ اشیا کہ ہست
مثل ہمدیگر بہر یک تند و بست

ہر قدر فردے کزاں ہر جنس راست
یک سرشت و یک نہاد و یک قوامست

لیکن آخر اندر آنہا از چہ رو	این تفاوت ہست در زشتو و مو
گر یکے را بر کف آید گوہرے	خائب و ہم خاسر آید دیگرے
گر یکے شد در متازل کامیاب	دیگرے در منزلے آمد خراب
لاجرم باشد وجوہ فوز و خسر	بے سبب ہرگز نباشد یسر و عسر

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

لہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ دعوی صحیح نہیں۔ کیونکہ یقیناً ایک دانہ دوسرے دانے سے سرشت و نہاد و قوی میں مختلف ضرور ہے۔ اسی طرح ہر ثمر دوسرے ثمر سے۔ علی ہذا القیاس ہر نطفہ دوسرے نطفے سے۔ تو میں اس کو تسلیم کرتا ہوا کہوں گا کہ یہاں تو محض ظاہری اعتبار سے کہا گیا ہے۔ بے شک کیمیاوی تجربہ کرنے سے ہر دو فرد میں فرق ضرور نکل آئیگا۔ مگر ان ہیولیٰ کی پہلی اصل یعنی اجزاے لاتتجزی یا اجزاے دیمقراطیسیہ جو بسیط ہیں وہ سب تو یقیناً یک سرشت و یک نہاد و یک قوی تھے۔ پھر ایسے متحد الحقیقۃ اجزا سے مختلف الحقایق و متباین الکیوالکف اور متغایر الاحوال اشیا کیونکر بنے اور وہ کون سی نئی چیزیں تھیں جو ہر چیز میں مل کر (رابطہ فیصل کے) ایک شئے کو دوسری شئے سے ممتاز کر گئی اور ایک میں ملی اور دوسری شئے میں نہ ملی۔ اس لئے اگر یہ اشیا خود بذاتہ یک سرشت و یک نہاد و یک قوی نہیں ہیں تو کم سے کم یک سرشت و یک نہاد و یک قوی اجزا سے تو بنی ہیں۔ فافہم و تدبر۔ منہ غفرلہ

مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (سورہ شوریٰ جز ۲۵ ع ۴)[1]

بے سبب ہرگز نباشد جور و گور	خلق را خالق نمی گیرد بجور

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (سورہ انفال خا ع ۳)[2] ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (آل عمران جز ۴ ع ۱۹/۱)[3]

وجوہ کامیابی و ناکامی

چیست وجہِ فوز آں خسراں	گوش کن ہر ذرہ اند جہاں
ماہی گوئیم از علم یقیں	چون بینی ہست اندر امتحاں

[1] (ترجمہ) جو کچھ تمہیں مصیبت پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ [2] (ترجمہ) یہ اسلئے ہے کہ اللہ کبھی کسی قوم کو کوئی نعمت دیکر پھر اس میں تغیر نہیں ڈالدیتا جب تک وہ اپنے ذاتی امور میں تغیر نہ ڈالیں۔ [3] (ترجمہ) یہ اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ہے۔

ہرچہ آمد شد مکلف از الٰہ
ازخس و خاشاک و شاخ و برگ و کاہ

ہرچہ ہست از زاغ و مرغ و مور و مار
وز خرد آہو و اسپ راہوار

ہر یکے زاں اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ
ایک جماعت ہے تمہاری طرح
حَالُھَا تَحْکِیْ لَکُمْ اَحْوَالَکُمْ
ان کے حالات کا پتا تمہارے حالات تمہیں بتائیں گے

آفرینش چوں حق عزّوجلّ
حسب حالش داد تکلیف عمل

ہست در تسبیح ہر شیء در بطوں
اِنَّکُمْ تَسْبِیْحَھُمْ لَا تَفْقَھُوْنَ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ۝ (انعام پ۷ ع۱۱) وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل پ۱۵ ع۵) اِنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ (نور پ۱۸ ع۶) (ترجمہ ہر سہ آیات نمبروار)

۱؎ اور نہیں ہے کوئی چیز چلنے والی زمین پر۔ اور نہیں ہے کوئی پرندہ جو اپنے ڈینوں سے اڑتا ہو مگر

ہر چہ زاں آمد سر ہر منزلے	مدبرے آمد وزاں یا مقبلے
انچہ از احوال اعمالش بود	باعث ادبار و اقبالش بود
منزلے وار الحجن گشتنش اگر	شد بجرم منزل پیش مگر
از مصیبت مَا اَصَابَكَ اندریں	باعش مِنْ نَفْسِكَ آمد ولیں

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (نساء ع ۱۱ پ ۵) وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (شوری ع ۵ پ ۲۵ ابتداء)

تفصیل فرائض جملہ اشیاء

واں فرائض بہر او آمد دو نوع	ہر دو را از وے بجا با کرہ وطوع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ سب جماعتیں ہیں جو تمہارے ہی جیسی نہیں کمی کی ہم نے اس کتاب میں کسی چیز سے (یعنی کوئی ضروری بات چھوڑی نہیں ہر چیز بیان کردی جس کی تفصیل ضروری تھی ۱۱ انعام و مفصل و نہ مجمل) پھر وہ سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے ۳۸ اور نہیں ہے کوئی شئے مگر وہ (اللہ کی) تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے [illegible] تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو ۔ [illegible] بے شک تیری تسبیح کرتی ہے [illegible] تسبیح کے طریقے کو جانتی ہے

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ[1]

(بقرہ۔ آخر ح۳ ع۱) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2]

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (آیۂ سجدہ) سورۂ رعد ح۲ ع۲

فرض اول آنکہ گر آرد بجا	ہم دراں منزل بود اور ابقا
ہم دراں منزل کہ ہست امر و رآ	از پئے آں فرض دارد آبرو

[1] ترجمہ) اور اسی (اللہ) کے آگے سر بطاعت ہو گئی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری۔ اور اسی کی طرف وہ سب لوٹیں گے۔ [2] اور اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوراً۔ اور ان چیزوں کے سائے صبح وشام (تنبیہ) میں نے ان دونوں آیتوں کے ترجموں اور ایسے ہر مواقع میں "مَنْ" (جو عربی میں اسم موصول ہے اور اس سے ذوی العقول ہی مراد ہوتے ہیں) سے "چیز" مراد لی ہے۔ یعنی اس کو ذوی العقول وغیر ذوی العقول کیلئے عام رکھا ہے۔ اس کی وجہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ ورنہ سطحی ذہن کے عربی داں فوراً معترض ہو جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ اوپر کی پیش کردہ آیات سے یہ ثابت ہے کہ چرند و پرند یہ تک کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اور اسی عموم مطلق اور اطلاق عام کے ساتھ بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم کو بیان کیا ہے مثلاً يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ابتدائے سورۂ جمعہ ح۲۸) وغیرہ۔ اسلئے یہاں لفظ ذوی العقول کو خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اصل یہ ہے کہ کہیں تو بجائے اظہار تعمیم "ما" موصولہ عام بیان کیا اور کہیں صرف اس خیال سے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح صوتی کر رہا ارادۃً خود کر رہے ہیں تو ان کو غیر ذوی العقول

ہم دراں منزل کند نشو و نما	حسب مقدارے کہ گردیدش ادا
فرض دیگر ہم دریں منزل بود	کو چو زاد منزل دیگر شود

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کیوں قرار دیا جائے۔ بلکہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ذوی العقول ہی میں داخل فرمایا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے ہر شے بلکہ ہر ذرہ جب اپنی نماز اور اپنی تسبیح جانتا ہے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ تو علم نماز و تسبیح بلکہ مطلقاً علم بغیر عقل کے کیونکر ممکن ہے۔ البتہ ہماری عقل اور ان کی عقل میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ ہمارے اعتبار سے وہ یقیناً بے عقل ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ ایک عقل ہیولانی اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو دی ہے۔ اسی اعتبار سے یہاں سب کو ذوی العقول ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور میں نے اسی عموم کو قائم رکھنے کیلئے ترجمے میں "مَن" کا ترجمہ "چیز" یا "شے" کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تشریح)

وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ یعنی ان چیزوں کے سائے بھی صبح و شام اللہ تعالیٰ کو سجدے کرتے ہیں۔ سایے کا زمین پر گرنا ظاہر ہے اسلئے اس زمین پر گرنے کو سجدے سے تعبیر کرنا نہایت لطیف ہے۔ مگر کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو ایک شاعری ہوئی (نعوذ باللہ من ذلک) کیونکہ سایے کا کوئی مستقل وجود تو ہے نہیں۔ یہ تو ایک اعتباری چیز ہے۔ روشنی جو زمین پر پڑتی ہے میرے آفتاب یا چراغ وغیرہ کے سامنے آجانے سے مجھ پر پڑ گئی اور میں نے زمین کی جتنی جگہ روشنی پڑنے سے روک لی تاریک رہ گئی اور اسی کا نام سایہ ہے۔ اس کو ایک مستقل چیز قرار دے کر اس کو بھی مصلّی اور مسبّح طوعاً و کرہاً قرار دینا چہ معنی دارد۔ تو میں کہوں گا کہ ایسی کتنی اعتباری چیزوں کو سائنس نے اب مستقل الوجود منوا دیا ہے مثلاً آواز کہ ہوا کی کیفیت تموجی کا نام تھا۔ مگر آج مجسم ہو کر گراموفون کی پلیٹوں میں بند ہے۔ اور ٹیلیفون کے تار پر دوڑتی پھرتی ہے۔ عکس۔ کہ اس کی حیثیت بھی بالکل سایے کی طرح ہے۔ جب آپ کسی شفاف چیز کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو

اندریں منزل اگر گردش روا — باشدش در منزل دیگر بقا
ہر قدر کیں جا ادا آں فرض شد — اجرش آنجا یابد و نازد بخود
ہر قدر زادے کہ کرد اینجا ہم — حسبش آنجا نفع یابد بیش و کم
الغرض منزل بمنزل ارتقا — آں کند کو ہر دو فرضش شد ادا
آں بود در ہر منازل بہرور — کو ز ہر یک عہدہ اش آمد بدر
فرض امروز را ادا کرد او بس است — عیش امروزش بود باقی ہوس
فرض فردا گر بجا ناوردہ است — باشدش فردا تہی از عیش دست

(حاشیہ بقیہ حاشیہ صفحہ ماسبق) تو آپ کی شکل اوس میں نمایاں ہو جاتی ہے جب آپ ہٹ گئے تو آپ کا عکس بھی غائب ہو گیا۔ گر فوٹو میں آپ کا عکس سایے کے دام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ دور کیوں جائیے۔ سنگ مشجری کو دیکھئے کلکتہ وغیرہ کے عجائب خانوں میں ایسے پتھر آپ کو بہت ملیں گے جن پر درختوں کا سایہ جم کر رہ گیا ہے اور درخت کی پوری تصویر اس پر نمایاں ہے۔ اسلئے یقیناً سایے کا بھی ایک مستقل وجود ہے۔ لَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ۔ اللہ کی مخلوق کے حالات و کوائف کو کچھ وہی پوری طرح جانتا ہے۔ سایہ بظاہر جسم سے وابستہ ضرور ہے گر اس کے غیر مستقل فی الوجود ہونے پر ایمان رکھنا صحیح نہیں۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم۔

وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ (سورہ رعد ۱۳ ع ۳)

فارغ ست از فرضِ امروز آں کسے
فکرِ فردا او مگر دارد بسے

ق

بگزرد امروزِ او گو در تعب
لیک فردا باشدش عیش و طرب

ق

ہر کرا امروز و فردا خالی است
زاہتمام ہر دو فارغ بالی است

حال و استقبال او شد ہر دو بد
شد تباہ امروز و فردا ہم شود

استشہاد از حالاتِ سابقہ

حالاتِ نطفہ

اے کہ داری عقل و علمِ مستند
می تنی بر نکتہ سنجی ہائے خود

گر نگاہے افگنی در نطفہ
ریشہ بینی بر ہر قطرہ

ریشہ اش گوئی و یا دودِ خفیف
لیک باشد حیلہ در آبے کثیف

ریشہ و آبش ہم نبود اگر — کے بود محفوظ در صلب پدر

گر رفیق رہ نباشد آب او — کے کند آں ریشہ سوی بطن رد

سیل آبش می رود سوئے رحم — کار آں بے این نگردد منصرم

گر نہ از صلبے رسد این آب دود — در رحم ہرگز نمی یابد وجود

یا خود آب از ناورد این ریشہا — در رحم آید ہم باز از کجا

آں ہمہ آید درین از صلب اب — یا بدین جا پرورش از فضل رب

ریشہ از صلب گو کارے نبود — در رحم لیکن چہا در خود فزود

تذییل

نطفہ را باشد "مذی" ہمچوں رفیق — بہر او چاوش باشد در طریق

می کند این صاف راہش پیشتر — سہل تا گردد برہ او را گذر

بے "مذی" ہرگز "منی" ناید برون — راہگیرے ہست این آں رہنموں

بیش ازین نیست باوے احتیاج	زان نگشته هر دو باهم همزاج
در رحم چون دیگر از وے کار نیست	جز "منی" این جا "مذی" را بار نیست

حالات جنین

همچنان اندر رحم دارد جنین	دست و پا و سینه و پشت و سرین
هم سر و هم گردن و حلقوم و دوش	هم دهان و بینی و هم چشم و گوش
هر دو ران هم دارد و هم هر دو ساق	هست او را هر بدن از جفت و طاق
غیر عضو انجاستش هم چیزها	کش بود بے آن محال آنجا بقا
چون مشیمه کش بود همچون لحاف	ریسمانے نیز روئیده ز ناف
این و آنجا گرچه هستش ناگزیر	لیک در دنیا حقیر از هر حقیر
در رحم بودے بقایش را مدار	لیک هیچش در جهان ناید بکار
آن دو صرفش در رحم بوده مفید	زان نشد از جنس اعضایش عدید

آنچہ از اعضا چنیں دارد بہم — ہر یک او را در رحم آید بہم

ہست زاں بعضے کہ اندر بطن نیز — می دہد نفعش نہ وے اے عزیز

ہمچو دست و پا و زانو کاندرش — زیں ہمہ باشد نشستے خوشترش

لیک در دنیا ہم افتد بچہ را — از ہماں دست و ہماں پا کارہا

چشم و گوش و بینی و کام و زباں — ہیچ نفعے نیست زینہاش اندراں

غفلش ار باشد بگوید اے خدا! — ایں ہمہ اعضا مرا دادی چرا

لیک چوں آید دریں دار القرار — چشم و گوشش ہم دہن آید بکار

بیند از چشم و ز گوش او شنود — می مکد ہم می چشد ہم می خورد

گر نیارد چشم و گوش از بطن ام — در جہاں باشدش عمی و بکم و صم

یا خود از بار و ز بطن او دست و پا — در جہاں دیگر کہ بخشد بچہ را

گر ز بطن مادر آید کو رو کر — از کجا یابد دگر سمع و بصر

حالاتِ دُنیا بعدِ پیدائش

همچناں چوں در جہاں آمد کسے
از حوائج با خود آوردہ بسے

ہست او را جملۂ اعضائے بدن
ہم مشیمہ با وے ہم آں رسن

شد جدا زو آں مشیمہ آں غلاف
قطع شد آں حبل و شد زناف

کاں مفید منزلِ پیشینہ بود
اندریں منزل نہ بخشد ہیچ سود

لیک اعضا کش بود اجزائے ذات
اکثرش با وے بماند تا حیات

زانچہ آوردست با خود از رحم
می کند سر ہر چہ پیش آید مہم

بیند از چشم و ز گوشش بشنود
گیرد از دست و بپایش می رود

از دہن گاہے خورد آب و طعام
گاہ می آید بمحفل در کلام

الغرض از ہر چہ ہست اعضائے او
می کند کارِ بد و کارِ نکو

ط اسباب لوازم

گہ کند باہمدگر لطف و وفا	گہ کند بر دیگراں ظلم و جفا
گہ اعزہ را کند از خویش دفع	گہ باعداہم رساند سود و نفع
زانچہ آوردہ ز صلب اندر رحم	گشت از وے نظم اعضا منتظم
زانچہ آوردہ ز بطن اندر جہاں	از تجارب روح را بخشد تواں
آں توان روح باشد بر دو قسم	نیک و بد چوں قسمت اعمال جسم
بد بدش می زاید و شیطانی است	نیک از نیک آید و رحمانی است
آں توان بد کہ شیطانی بود	کردنش تحصیل نادانی بود
واں توان نیک کو باشد ز رب	حاصلش کن تا کنی فردا طرب
آں توان بد برد سوئے جحیم	واں توان نیک در خلد و نعیم

بیان نتیجہ استشہادات سابقہ بمخاطبت

ایکہ خویش سامان مہیا کردہ	روح را حاصل تو آنہا کردہ

قرضہائے صلب را کردی ادا	قرضہائے بطن آوردی بجا
قرض دنیا پیش تو امروز ہست	ہمت خود حیف اگر کردی تو پست
بایدت گر راحت دنیا و بس	قرض دنیا کن ادائے بو الہوس
لیک زیں بعدت نباشد ہیچ حق	تا بری در آخرت گوی سبق

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار دے ہمکو دنیا ہی (نعمتیں) اور نہیں ہے اسکے لئے آخرت میں

مِنْ خَلَاقٍ ۝ (سورہ بقرہ ع ۲ پ ۲۴/۹) مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
کوئی حصہ　کافروں کی مثال ایسی ہی ہے کہ ان کے اعمال مثل بالو کے

كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُوْنَ
ہیں جس کو ہوا اڑی ہو آندھی کے دنوں میں　جو کچھ ان لوگوں نے کمایا

مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ (سورہ ابراہیم ع ۱۳ پ ۳/۱۵)
اوس میں کسی پر کچھ قابو نہیں رکھتے۔

عیش عقبٰے گر تو خواہی نیز ہم	زاد آں منزل ہم ایں جا کن بہم

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
اور انہیں میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا
بھلائی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے نصیب ہے۔ جو کچھ

كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (سورہ بقرہ جـ۲ ع ۲۴/۹)
انہوں نے کمایا ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ
جو کچھ تم آگے بھیجو گے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس ایسی حالت میں کہ وہ

اَجْرًا۔ (آخر مزمل جـ۲۹)
بہتر ہوگا اور اجر کی حیثیت سے بڑا ہوگا۔

رفع اشتباہ یاران طریقت و عطف نگاہ شان بسوئے حقیقت

آنچہ گفتیم اگر باور نایدت
ور نباشم عقدہ نکشایدت

از چہ ہستی در حقیقت مشتبہ
ہی کہ از یک مشتبہ صد گشتہ بہ

تو ہمی گوئی ز من اے ہوشمند
در عبادات و عقائد دل مبند

ایں عبادت کار اہل فہم نیست
ویں عقائد ہیچ غیر از وہم نیست

آہ اے ناآشنائے سر بسر
از حق و ہم از حقیقت بے خبر

فرض دنیا کردہ صرف اعتبار — حسنِ خلق و نیز حسنِ کاروبار

غیر ازیں فرضے نباشد نزد تو — تو ہمیں یک فرض پنداری ز ود

یا اگر عمر تو باشد شصت و ہفت — تا چو دی، فردا ہم از یاد تو رفت

یا ہمیں منزل تو دانی آخریں — منزلے دیگر ندانی بعد ازیں

زاں شدی فارغ ز فکر زاد راہ — نیست جز بر کار امروزت نگاہ

مرگ را دانی فنائے بے ضرر — خلق خود را رائگاں دانی مگر

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (سورہ مومنون)

کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو محض بیکار پیدا کیا ہے؟ اور تم ہمارے پاس لوٹ کر آنیوالے نہیں ہو۔

بودہ در صلب آب، لیکن ازاں — ایں نفہمیدی ہمیں باشد مکاں

ہمچناں در بطن اُم ماندی، مگر — ایں نگفتی منزلے نبود دگر

اندریں منزل چرا داری یقیں — منزلے دیگر نباشد بعد ازیں

نفی رفتن ہیچ نتوانی، مگر — جائے رفتن را ندانی معتبر

ایکہ داری عقل بیش و علم بیش — یاد کن از سانحاتِ عمرِ خویش

تو نہادستی بہر منزل کہ گام — باخود آوردی توسامانش تمام

آنچہ ساماں بہرِ عقبیٰ بایدت — آں ہم کردن ہمیں جا بایدت

ورنہ در عقبیٰ پشیمانی کشی — رنجِ بے برگی بنادانی کشی

ہر کہ بے زادش بود عزمِ سفر — در سفر بر ہر قدم بیند خطر

مقصود از تخلیقِ جنّ و انس

گفت حق مَن آفریدم جنّ انس — تا پرستندم مگر ایں ہر دو جنس

علّت غائی خلق انس و جاں — جز پرستش نیست ہیچ اندر جہاں

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ سورہ مورخہ ۲ ۳/۲)

میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ یہ سب میری عبادت کریں۔

گرنہ تائید از برِ رحماں رسید — تا بغورِ رمز ایں تواں رسید

گر تو خواہی فہم سرّ ایں سخن — رو بمن می دار و از من گوش کن

تا ترا در منزلے باشد مقام — کار آں منزل تو سازی لاکلام
بہر آں منزل کنی چندانکہ کار — باشدت آنجا ز اسباب قرار
مدتے ایں جا اقامت گر کنی — سعیِ زادِ منزلِ دیگر کنی
لیک نبود مدعائے اصلیت — کاندریں منزل تو داری محویت
اصلِ کارت کار ایں منزل مدان — تو خس و خاشاک را حاصل مدان

تو چو خود بودی جنیں اندر شکم — آنکہ از بہرت چہ ساماں شد بہم؟
در مشیمہ بودہ ات حفظ و اماں — خوں غذایت می رسید از ریسماں
داشتی از دست و زانو احتبا — بودت آنکہ از نفس ہم لیک ابا
ایں قدر بودت چو آنجا ناگزیر — شد مہیا بہرت از ربّ قدیر

لیکن از صلب پدر تو اے جنین — نامدی در بطن ام بهر همین
بلکه هست عضوها کردن هم — چون سر و چشم و لب و پشت و شکم
آمدی در بطن ام اے گلبدن — بهر استکمال هر هر عضو تن
اکثرش گو نایدت آنجا بکار — کار دنیا راست لیک آنها مدار
پس تو ماهے چند ماندی در شکم — تا کنی اسباب دنیا را اهم

همچنان تو چون بدنیا آمدی — از برائے کار عقبیٰ آمدی
کار دنیا آنچه باشد ناگزیر — هم بکن کین جا تو هستی جا گزیر
لیک محو زخرف دنیا مشو — هست این اثنائے ره بگذر برو
هر ترا آورده اند اندر جهان — تا تو سازی کار عقبیٰ این زمان
اندرین دنیا تو سازی کار دین — تا نه در عقبیٰ شوی نادم یقین

کار عقبیٰ جز عبادت نیست هیچ

پس تو با غیر از عبادت دل مپیچ

اے کہ ہستی مقصد خلق جہاں — ہست بہرت ایں زمین و آسماں

اے ترا معلم ازل تعلیم شد — خلق تو در احسن التقویم شد

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا (بقرہ ع۴) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔

اللہ نے سکھائے آدم کو تمام اسماء۔ — البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اچھی ساخت میں۔

در علو بخشیدہ اندت امتیاز — پست تر گردی تہ از ہر پست باز

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ تین ع۳)

پھر ہم نے انسان کو سب سے نیچے درجے میں ڈال دیا۔ مگر ان کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔

زیں تنزل کے نماید حفظ تو — غیر از ایمان و عملہائے نکو

پس تو مومن باش و صالح در جہاں — تا بیابی از تنزلہا اماں

کار خود اینجا تو اے انساں بکن — از پئے کارے کہ ہستی آں بکن

زاں بقرآں حسب منشائے الست

ما خلقت الجن والانس آمدہ است

دفعہائے دخلات

دخل

ایکہ دانی ہست دنیا ملعبے — نیست غیر از زیست در وے مطلبے

زیست را دانی کہ بہر خوردن ست — غم مگر داری کہ در وے زمردن ست

موت را ہم تو ندانی جز فنا — زاں نداری از غمِ مرگ اعتنا

تو ز مردن رنج داری ایں قدر — گر ز تو گردد منتزع ایں مال و زر

حیف! اگر نشناختی امرِ نہش — علتِ غائیِ ایں فرد اُو دوش

تو بایں دانش چو مستی بے خبر — بشنو از من من ہمی گویم بسر

دفع

علتِ غائیِ ادوات تو الذ

گر چہ صلب و خصبہ و احلیل اب — ہست بہرش مایہ عیش و طرب

علت غائیش لیکن نیست این | فهم کن گر فهم داری اے فطین
فطرتش بخشیده است این اوعیه | تا نماید نطفه را تربیه

همچنان فرج و رحم از بهر زن | گرچه پست از جمله اعضائے بدن
دفع خون حیض این ره می شود | هم بعیش زندگی زاں می رسد
علت غائیش اگر دانی همیں | دانمت هرگز نه من مرد هیں
تماتیش باشد که گیرد نطفه | تا در آں نطفه گردد مضغه
مضغه تا در جنینیت رسد | وان جنیں را پرورد از خون خود
فرج باشد نطفه را راه ولوج | یا جنینے را بود راه خروج

علتِ غائی حیات دنیا

همچناں دنیا و ما فیها که هست | علتش دانی تو اے ظاهر پرست

ماندنت یا خفتنت یا خوردنت — بعد ایامے بحسرت مُردنت

این مه و مهر و نجوم و آسمان — ابر و باد و این زمین و این زمان

این شب و این روز و این صبح و مسا — این ربیع این خریف و این صیف و شتا

این نباتاتے که در نشو و نماست — وین جماداتے که هر یک کیمیاست

هم چرند و هم درند و هم طیور — ظلمت و هم نور و هم ظل و حرور

هم فضا و هم هوا هم بحر و بر — هرچه هست از سرد و گرم و خشک و تر

جمله در کار است این دانی تو هم — زانکه بینی سعی هر یک دمبدم

لیکن آخر کیست آن کز بهر او — هست این غوغا بپا هر چار سو

جمله در کارند اگر آن کار کیست؟ — کیست یوسف؟ وین جهان بازار کیست؟

اے ز خود غافل ندانی قدر خود — خود توئی راز ازل سرّ ابد

خود توئی کز بهر تست این کارگاه — ملک تست این جمله تو هستی چو شاه

نطفہ را اُمد صلبِ اب زیر نگیں ۔۔۔ بطنِ مادر ہمچناں ملکِ جنیں

ایں جہان و جملہ ما فیہا تراست ۔۔۔ تا روانت را برِ جسم تو جاست

چوں ز صلبِ آب بعہد نطفگی ۔۔۔ حق خود بگرفتہ در بطن آمدی

باز چوں بودی جنیں در بطنِ اُم ۔۔۔ نے شدہ سر رشتہ کار تو گم

بطن مادر در تصرف داشتی ۔۔۔ خون او را توش غذا پنداشتی

مادرت چوں زاد پس ہم تا دو سال ۔۔۔ شیر و آغوشش ترا بُد ملک و مال

صرف کردی جہد او با شیر او ۔۔۔ بود تدبیر تو ہر تدبیر او

آخر اکنوں ہمچو انساں آمدی ۔۔۔ با ہزاراں ساز و ساماں آمدی

دل نہ با صلب و رحم بستی گہے ۔۔۔ در سفر گاہے بخفتی در رہے

اندریں منزل چرا از خود گم شدی ۔۔۔ غافل از انداز بطنِ اُم شدی

سرّے لطیف

بشنو از من گو میت سرّے لطیف ۔۔۔ ہست دنیا منزل جسم کثیف

عالم اجسام با جسم ست یار
جسم را با جسم باشد کاروبار

در میان جسم تو تا جان تست
ایں جہاں جسم جملہ زان تست

دولتے در منزلے چوں یافتی
سوئے دیگر منزلے بشتافتی

ہر کجا شد ارتقائے عز ترا
ایں جہاں نیز است جائے ارتقا

جسم و روح ترا اکنوں مکانست
ہر چہ ہست اعضائے تو آلات جانست

روح تو تا مدتے دریں سرا
کارہای خود کند زیں آلہا

بیش ازیں چیزے دگر نبود بدن
بینی و گوش و سر و چشم و دہن

مرگ تو روح ترا زیں خاکداں
می برد روزے سوئے روحانیاں

وز پے روحانیاں منزل دو ست
زاں مقامت حسب اعمال تو ست

روح نیکاں راست علیین مقام
ہست سجین جائے ارواح لئام

ناگہاں چوں آیدت پیک اجل
کے بکار آید معاذیر[ع] و حیل

روح تو تنہا بداں منزل رسد
جسم و اعضا با تو آنگہ کے رسد

ع معاذیر جمع معذرت یعنی عذرہا۔ و حیل جمع حیلت

اول از تو آں مشیمہ شد جدا	آخر ایں بازو و پشت و دست و پا

رجوع بمقصود

پس ز صلب آوردت آں ریشہا	چوں بکار آمد ببطن ام ترا
وز رحم ایں دست و پا و پشت و سر	چوں تو آوردی چہ نفع آمد نظر
باز زیں جا بایدت بجا رفتن است	چیزہا با خویش آنجا بردن است
گر نبردی ہیچ زینجا با خودت	بے سر و ساماں شوی در آخرت
بلکہ اینجا اولت بفرستن است	وقت رفتن باز با خود بردن است
گو ترا بفرستنی صدہا بود	لیک بہتر بردنی تقویٰ بود

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ (آخر سورۂ مزمل ح ۲۹)

جو کچھ تم آگے بھیجوگے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے اس کو پاؤگے اللہ کے نزدیک۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ۔ (سورہ بقرہ ح ۲ ع ۹)

اور زاد راہ مہیا کرو پس تحقیق کہ بہتر زاد راہ تقویٰ ہے۔

دخل

اینکه گوئی شد مکلف از خدا — هست حاصل عقل و دانش مر ترا

زان مکلف نا شدند اندر جهان — ابلهان نابالغان دیوانگان

پس جنین کو طفل نابالغ تر است — نطفه کو بیجان و بی بال و پر است

قابل تکلیف شرعی کی بود — هر کرا پا نیست بر ره کی رود

دفع

من جوابت عرض دارم کن تو گوش — کین نباشد جز بالهام سروش

هست تکلیفات شرعیه دو نوع — هر دو فرض لازم بجا یا کره و طوع

یا بود بی واسطه بر عاقلان — یا بود با واسطه بر جاهلان

عاقل و بالغ کند خود فرض را — دخل در کارش نباشد غیر را

قرض آناں کز خرد بے بہرہ اند
دیگراں زیشاں مؤدّی میکنند

فطرتِ شاں را بغفلت یا عمد
در اداے قرض شاں دخلی بود

مُعارضہ

حالات ابلہ و دیوانہ

خود تو بینی گر بود در خانہ
ابلہے نابالغے دیوانہ

اہل آں خانہ نگہبانش شوند
بر سر کارش عزیزانش شوند

فطرتش ہم ہر قدر باشد سلیم
داردش پا بر صراط مستقیم

چوں بگرداند ز نفع خویش رو
خود عزیزانش تبنگ آیند ازو

گر عزیزانش نہ پروایش کنند
نزد حق ہم نزد عالم مجرم اند

او بحکم ناصحاں گہ سر نہد
چو حریفاں گہ ازاں گردن کشند

در گزشت از حد قابوی شاں
بر عزیزاں کے نہند الزام آں

زیر حکم ناصحاں ماندہ اگر
خیر حاصل کرد و ماند ایمن ز شر

ہ متعدی
ہ می کنند یعنی ادا می کنند
ہ یعنی
ہ بے ارادہ
غفلتاً یا عمداً
سہ

احوال طفل شیرخواره

نیز می بینی که طفل شیرخوار	مادر و فطرت بود فرضش گزار
مادرش پستاں دهد چوں در دهاں	فطرتش گوید مکیدن می‌تواں
هم بسا کش مادرش پستاں دهد	چوں نباشد رغبتش سر می کشد
غفلت از مادر چو بیند از نفیر	می کند بر روے تقاضا بهر شیر
درد اگر عضوے کند گریاں شود	مادرش ساعی پے درماں شود
تاگهاں او خورد اگر چیزی درشت	تا مدے آشفت یا خود را بکشت
گر نگهبانش نباشد مادرش	آفتے هر لحظه آید بر سرش

ن رُخ

حالت جنین

آں دو را می بینی از چشمان خویش	بهر نامی[عه] فی قیاسے گیر پیش

عه نامرئی یعنی بچشم دیده نمی شود

غور فرما بچه تا در بطن هست ... رخ کند اس چپ و پا لا و پست

دانیش کز ماه چارم تا نهم ... چل لستے دار و سبک در بطن ام

خون ام بهر غذا بے اغتراف ... می کشد از حبلِ رو بیدہ زناف

مادرش در اکل و شرب هم نشاط ... مدتے دارد ز بهرش احتیاط

هر کجا نه ماه با خویشش برد ... وقت زادن رنج در دزہ کشد

بچه دارد خوش نشستے در شکم ... تا ز امیش نباشد هیچ غم

وقت زادن نبد او صد عقدِ عزم ... پهلوانے می دهد چون تن برزم

گر نه خود جهد برآوردن کند ... تنگ بروے زیست آن رزن کند

کوائفِ نطفه

حال نطفه هم برین فرما قیاس ... زانکه غفلت را قیاس آمد اساس

پرورد در صلب اجزائیش نخاع ... بیضه اش در کشد وقتِ جماع

گر تو دے عزم ہیچک نطفہ را — او ز جائش بر جہیدے از کجا؟

جہد او بہر جہیدن دیدہ — عزم تا جائے رسیدن دیدہ

تصریح معارضہ

حیف ہست اے صاحب فہم لطیف — گر تو نشناسی قوی را از ضعیف

ناتواناں را تو خواہی بے ہراس — بر توانا و قوی کردن قیاس

خویشتن را چوں نہ بینی اے جواں — بر تو بگذشت است ہر حالے ازاں

ہستت اکنوں انچہ در قوت سعت — چو مراہق بودہ گے بودہ ات

ایں نہ قدرت بود و نے ایں زور و جوش — ایں قدر دانش نہ بود ایں ہا نہ ہوش

داشتی زیں پیش چوں عمر صبا — چوں مراہق ہم نبودت دست و پا

ہیچ جز لہو و لعب کارت نبود — بودہ عریاں و زاں عارت نبود

پیشتر زیں ہم چو بودی شیرخوار — آں قدر نیرت نبوده اختیار
بود آں لبہا و گفتارت نبود — پائے بود و تاب رفتارت نبود
دست و پا ہامی زدی از بس مگر — ہیچ کارے نامدے از تو بسر

بار ازیں ہم پیش بودی در شکم — طاقت آنجا نبود ایں مایہ ہم
بقچۂ بوده مشیمه مر ترا — کے توانستی زدن ایں دست و پا
قرع گوشت شد نہ خرزین جہاں — ہیچ گاہت وا نشد چشم و دہاں
اندراں کنج آمده کای ضعیف — از تو غیر از جاں نشے آں ہم خفیف

پیشتر زیں جملۂ آں روشن گہر — نطفۂ بودی و در صلب پدر
ایں نفس بود و نہ ایں روح و نہ جسم — بود بیش از قطرۂ چندت نہ اسم
دست و پایت بود و نے زانو و سر — نے نشستے احسن و محفوظ تر

ح نفس جنینی نیز موجود بوده

چالشت ہم آنچناں ایں جا بود — رشتہا بودی فقط مانند دود

عود مقصود

راست گو از من کنوں مگذر زحد — ہر کجا تو بودہ آخر نہ خود؟

تو ز سر می خواں کتاب حال خویش — یک نگاہے بر ہمہ احوال پیش عہ

چوں نہ ہر جا بود یکساں حال تو — کے بود ہر جا یکے اعمال تو

عائدت بودہ فرائض ہر کجا — لیک بر نشائے اِلّا وُسعہا

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (رکوع آخریں سورہ بقرہ ج ۳)

نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس پر مگر اس کی وسعت بھر۔

عہ یعنی سابق ۱۲

دخل ٢

ایکه گوئی "عزم باشد از شعور" — نیست عزمش از شعور است آنکه دور"

بے شعور انساں بود قبل از صبا — آنکهش پیدا شود عزم از کجا"

دفع

در جوابش بشنو از من اے عزیز — در شعور و عزم می باید تمیز

امرها آید ترا اندر شعور — لیک از عزمی پیش باشی تو دور

امرها پیش آمدت ناگه بفور — کرده عزمے پیش بے فکر و غور

پس نلازم اندریں هر دو مداں — مصلحت بینی ست را معنی آں

وز شعور از صرف حس مقصود نیست — دارد ایں هر ذره از روز نخست

یافت هر شی حس بقدر ظرف او — وهو اعطی کل شیء خلقه

رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (سورہ طٰہٰ ۱۶/۲ ع ۱۱ ملتقط) هَدٰی تو پایئہ گرد

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسبت خلقت عطا کی پھر اس کی طرف اس کو راہ بھی دکھادی۔

زیں سبب عزم و حس ہر شئے بہم — صد تفاوت وار دارند کیف و کم

پس مداں ہر ہمہ معیار یک — کے تواں زد ہر گہر بر یک محک

عزمِ ناداں عزمِ دانا یک مکن — ناتواں را با توانا یک مکن

لیک "حس" را گرچہ لازم نیست "عزم" — "عزم" را "حس" لازمی باشد بجزم

ہر کجا ثابت شود "عزم" اے عقیل — بر ثبوتِ "حس" درو باشد دلیل

تقریب

پس اگر کردی نہ فرق اے باخرد — عزمہائے نطفہ را با عزمِ خود

یک تو دانی عزمِ طفل و عزمِ شاب — یا ز عزمِ پیری و عزمِ شباب

اندر رضاعت تا صبا پس تا ہرم — ہم دریں عالم تو بینی بیش و کم

از تفاوتہائے عمرت رونما / صد تفاوت باشد اندر عزمہا

چوں فقط از اختلافِ عمر ہست / مر ترا عزمِ بلند و عزمِ پست

چوں بیک عالم فقط زیں اختلاف / عزمِ تو چوں قولِ تو خوب ست لاف

عالمے دیگر چو بودہ جائے تو / بودیعنی بطنِ اُمّ ماوائے تو

یا تو بودی عاکفِ صُلبِ پدر / در نخاعش در نہایت مستتر

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝ (سورہ طارق پ۳۰ ع۱۱)

پس چاہیے کہ انسان غور کرے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اچھلتے ہوئے پانی سے جو نکلتا ہے ریڑھ اور پسلی کی ہڈیوں کے درمیان سے۔

آنکہ آں عزمے کہ بودت کے سزد / حمل بر عزمِ شباب و شیب خود

بچہ کو اندریں ساعت رسید / کرد عزم و شیر از پستاں مکید

ساعتے زیں پیش اندر بطنِ اُم / چوں نبودش ہیچ عزمے؟ وَیحکم!

تمثیل بطور استدلال

تو کہ ہستی واقفِ سرِّ علوم ۔۔۔ ملکِ ہندستان تو داری زاد بوم

گر برت بیروں رفتی زیں چمن ۔۔۔ ہم ندانی حرف جز اُردو زدن

گر کنی پرواز بر ایر و پلیں ۔۔۔ تا گہاں وارد شوی در ملکِ چیں

انچہ تو گوئی نفہمد ہیچ کس ۔۔۔ تو نفہمی قولِ کس ای نکتہ رس

بے خبر از راہ و رسمِ آں دیار ۔۔۔ سربسر نا آشنائے کار و بار

تا بلد از کوچہ و از برزنش ۔۔۔ وحشتت گردد فزوں از دیدنش

ہند و چیں ہرچند از یک عالم است ۔۔۔ نیست فرقے ہست اگر فرقے کم است

خانہا و کوچہا و راہ ہا ۔۔۔ بحرہا و حوضہا و چاہ ہا

خشکہ و قلیا و ہم جغرات و شیر ۔۔۔ ہم کباب و قیمہ و نان و پنیر

جملہ را یکساں تو بینی ہر کجا ۔۔۔ لیک آنجا وحشتے باشد ترا

تو، کہ در ہندت ہزاراں عقل بود ‖ عقل این جا از خودت آں جا ربود
مرترا آگاہی اطرافِ ہند ‖ کے کند آگاہ از اکنافِ سند

عطف نظر بسوے مقصود بطور نتیجۂ بحث

بطن مادر عالمے بودش دگر ‖ ہمچناں در نطفگی صلبِ پدر
گر رسید از عالمے در عالمے ‖ ہر کسے از ہر او نا محرمے
مادرش، کو بود اندر بطن آں ‖ ہم پدر کاندر نخاعش بد نہاں
ایں دو ہم ہستند بہرش اجنبی ‖ تا چہ اش از دیگر آید مونسی
داشت کے صلب آنچہ اندر بطن ہست ‖ بود کے در بطن ایں بالا و پست
چوں رسد از عالمے در عالمے ‖ مدتے ماند ز وحشت در غمے
وحشتش باشد جدا حیرت جدا ‖ ہم ز تبدیل وطن کلفت جدا
تو چہ از ملکے بملکے آں چناں ‖ از جہانے در جہانے او چساں

عقل خود تا دانی او را انگر | ہم ز فرق در میان غفلت مبر

وحشت و حیرانیش را عذر نہ | در جہاں انصاف از ہر وصف بہ

تو مدار از زنگ وحشتہاش وہم | کو ندارد ہیچ عقل و ہیچ فہم

گو کنونش نیست عقل این جہاں | عقل بطنیش ہست لیکن ذکر آں

عقل بطن این جہانی آید بکار | زیں سبب می بینیش زار و نزار

لیک کسب عقل دنیا می کند | زاں ہمی بینی کہ پستاں می مکد

در جہاں آموزش او راہست خو | ہر چہ بیند در سہا گیرد ازو

آنچہ بیند آنچہ از کس بشنود | واردش محفوظ اندر ذہن خود

دانش با این ہمہ گر بے شعور
در شعور تست اے عاقل فتور



دخل ۱۴

نطفه گر دسے نه طفلے خلق شد — بلکه ضائع ز احتلام و حلق شد

یا نگشتے مستقر اندر شکم — یا شده لیکن نگشته مضغه هم

یا جنینے گشته اندر بطن مُرد — یا بدنیا آمد و زاں بر نخورد

یا بدنیا آمده بے دست و پا — یا ز چشماں کور و کر از گوشها

یا بدیگر عضو او نقصے عظیم — یا رسیدش در جهاں زخم الیم

گو بداو کاش ازو عقل سست — کیں بلاها برد از اصل وی ست

امهاتش یا بود آبائے او — باعث جمله مصیبتهائے او

بس مرضها که بُد در جسم شاں — در وراثت یافتش ایں تواں

نطفه بیمار رحم بیمار هست — زیں سبب هر رحم بیکار هست

یا بکار آمد مگر یا نقص کار — زیں سبب کارش شده نا استوار

دفع

من بگویم آنچه گفتی ہست را
زانکه دیدم بچه‌ای بس ناتوان
گوئی از پیشین او بود اینچنین
دیدهٔ او وان او بیمار و زار
من از اَب و اُم کور فطری دیده‌ام
والدینش لاغر و ہم پسته قد
ہم پدر گنگ ست و مادر نیز ہم
ارث پیشین قریب آید احق
از اب و ام می رسد ارث سلف
آن جراثیمے که اندر جسم شان

لیک ہم وجہے دگر این بچه را ہست
نیست لیکن والدینش آنچنان
گویم اول یافتے او وانش این
بچه را لیکن بُد اَمر استوار
بچه از در چشم ضعفے نیست ہم
بچه شد بالا بلند و ذو جسد
بچه را گویا و شنوا یافتم
وارث ابعد ندارد ہیچ حق
حق ایشان چون شود در وی تلف
مدتے ماند نشد تا نیر آن

منتظر باشد کز ایشاں ایں پسر
چوں شود آنگہ کنم در روے اثر

ایں چنیں تخییل نبود جز بوہم
کے روا دارند ایں را اہل فہم

عقل لیکن آنکہش دارد روا
علتے دیگر نہی ایں وجہ را

علتِ اصلی اگر داعی بود
مستحق ایں ارث آبا را شود

علت ار داعی شود ایں باید ارث
نقمتش عارض شود چوں آید ارث

ارث باید علت ار داعی شود
ارث در تاثیر خود ساعی شود

تا ذوی علت بگو آں ارث را
اولی علت بود امرے جدا

واں نباشد جز ادائی قرض خود
کاں بود از خالقش عائد بود

از ادائی قرض خود گر رخ بتافت
یافت ارثِ نیک موروثید نیافت

غافل ار ماند از ادائی قرض خویش
ارثِ نیکش حبط و ارث بد بہ پیش

نتیجۂ بحث بطورِ اندرز

اے پسر چوں داری دولت [illegible] بکار
تو ز قرضِ خود بر آور اے ہوشیار

گر ادای قرض خویشت در دل است　　دولت اسباب نیکت حاصل است

گر خدا ناکرده زان غفلت بری　　با خود از دنیا نه جز حسرت بری

ارث نیک ار بایدت کن قرض ادا　　ورنه از آبایت ارث بد ترا

تو چو نیکی ارث هم نیکت رسد　　وارث بد را بود میراث بد

دخلِ تناسخ

اے تو می گوئی کہ حسبِ کارِ خود	روح از جسمے بجسمے می رسد”
“روح انسانی بفعلِ زشتِ خویش	می رسد در جسمِ گاو و گاومیش”
“ہمچناں در جسمِ فیل و اسپ و خر	مور و مار و جملہ حیوانے دگر”
“یا گہے از جسمِ انسانے جلیل	می رسد در جسمِ انسانے ذلیل”
“یا رسیدہ از تنِ حیوانِ زار	در تنِ انسان بوجہِ حسنِ کار”
“یا رسید از جسمِ انسانے لئیم	ہمچناں در جسمِ انسانے عظیم”

دفع

ایں خیانت آمدے گم کردہ ہوش	غفلت از فردا و ہم نسیان دوش
کز مکافاتِ عمل از جسمِ انس	روح اگر آید بجسمِ غیرِ جنس

در جزای کار نیک و کار بد / جان چو از جسمی بجسمی میرود
از دو حالت نیست خالی کان روان / باخبر یا بیخبر باشد ازان
باخبر گفتن نباشد قول راست / من که بودم زین خبر آخر کراست
دیگری را هم نمی بیند که "این / بود حیوان لیک شد مرد حسین"
عقل هم از حجتی ندهد نشان / تا شود مجبور بر تسلیم آن
لاجرم گوئی که شد آگاه راز؟ / کو چه بود و هم چه خواهد گشت باز
کس نداند اندرین قالب کیست / پیش ازین در چه قالب بوده است
وندران قالب چه کرد ست از عمل / تا چنینش قالب آمد در بدل

سزا و جزا را آگاهی لازم است

پس ترا گر عدل و انصافست خو / من نگویم بیخرد، خود بگو
هر کرا اجری بدست آید مگر / بر چه کار آمد؟ ندارد گر خبر

اجر را او اجر داند از چه رو ‌ ‌ گرده خود را چسان داند نکو

آنچنان هر کو سزای یافتست ‌ ‌ زین سبب حال بلندش گشت پست

گر نمی داند سزای چیست این ‌ ‌ کی سزا را او سزا دارد یقین

پس گنه را او نه پندارد گناه ‌ ‌ کی تواند تا دگر آید براه

سزا پیش از سزا را او دارد یقین

پس بعالم اجر کس باشد که زجر ‌ ‌ تا بیاید آن روش تر از آثار فجر

زانکه اجر در زجر هر دو بهر آنست ‌ ‌ تا بداند هر که عقلش نکته دانست

کین چنین اعمال اعمال نکوست ‌ ‌ آنچه از نعما کسی دارد از دوست

وین چنین اعمالها جرم و خطاست ‌ ‌ در سزایش مر فلان اندر بلاست

اندرین آگاهی است ای باخبر ‌ ‌ عبرتی بهر وی و بهر دگر

عبرتی اندر سزا او هم جزا ‌ ‌ گر نباشد هیچ دانم هر دو را

تذییل بطور دفع دخل

دخل

ور تو گوئی "دانها یا لطفها" — یا بعلقها در رحم یا مضغها

یا جنین، نیک و بد احوال خویش — دارد از نیک و بد اعمال خویش

لیک تنها کیست او کان را بود — آگهی از فرضهائے قبل خود

کے جنین دارد رحال صلب یاد — شد فرامش حال لطفش هر که زاد

هیچ نبود هرگز اینها را خبر — تا چه کردم پیشتر از خیر و شر

پس برینها چون سزا و هم جزا است — انتقام از جنس ایشان چون رواست

چون سزائے ایشان سزا باید شدن — هم جزائے شان جزا باید شدن

آنچه زیشان شد خطا و هم صواب — گو فرامش شد توان کردن حساب

همچنان خود کرده جسمے اگر — جان فرامش کرده جسمے دگر

معترض بودن نزیبد مر ترا — دولت عدل است حاصل گر ترا

دفع

پیش تو دارم چنیں من التماس — کیں مع الفارق تو کردستی قیاس

گفتہ پیشینم ار بودت بیاد — پائے غفلت کے دریں گل او فتاد

یاد کن من گفتہ بودم ترا — پر دو نوع آمد فرائض از خدا

یاراں کاں شعورِ کامل است — ہم ارادہ ہم عزیمت حاصل است

دارد ایں طبقہ تمیز خیر و شر — فارغ از امداد فطرت بیش تر

فطری و ہم غیر فطری کارہائے — می شناسد ہم گل و ہم خارہائے

روحش از اعضا کہ ہست آلات او — گرد از علم و عمل حاصل علو

روح او از عہدِ طفلی تا ہرم — درسہا گرفتہ باشد بیش و کم

روح او دارد نحو صد علم و فضل — حیفہا دارد پس از وے کار جہل

زیں سبب پرسے حساب است و کتاب — نفع و نقصاں ہم ثواب و ہم عذاب

تا نه او دارد ز اعمالش خبر	وان حساب از وی بود کے معتبر

طبقهٔ دوم

از شعور کامل و عقل نوند[عه]	یا برانها هست کاینشان فارغ اند
یا بسر می آید از امداد کس	کارشان از حس فطری هست و بس
لاجرم از زندگی دل بر کند	گر نه وقتی هیچ امدادش رسد
گر رسد باشد ادائے فرض خو	فطرتش گیرد زمام عزم او
نقص در کارش فتاد اندر سزا	فرض او ازوے نگشته چون ادا
هست خیر و شر ز وے از کار وے	گو نداند خیر شیئے از شر شئے
پس جزایش یا سزا نبود دگر	بر وی از اعمال او افتد اثر
باشد ایمن از غم روز حساب	دیگرش نبود ثواب و هم عذاب
زانکه او را نیست عقل و [illegible]	پرسش از وی کے سزد یا گیر و دار

عه نوند بمعنی غالب و دارند نیکوهم ۱۲

ہر کہ از روے پرشِ اعمال نیست
جملہ گر کردہ فرامُش، نقص چیست

لیک رُوحے در بجسمِ آدمی
خاصہ عمرے ہم چو بگزارد ہمی

عقل او راصد تجارب شد بہم
بہرہ از صد علم دارد بیش و کم

حیف را درجسمے دگر چوں کرد رو
درسِ سابق جملہ رفت از یاد او

ہوشیار ے صرف از نقل مکاں
ایں قدر بیہوش گردد؟ الاماں!



اضطرابِ عظیم در تناسخ

ایکه تو داری تناسخ را یقین — صد مکاں وانی برائے یک مکین
یا بدیت ایں ہم کہ فرمائی زمین — روح شخصے گر برون آمد زتن
در ہمیں ساعت در اندام دگر — حسب اعمالش دہندش مستقر
یا بود آزاد چندی آں رواں — بر زمیں یا در بروج آسماں
گر بود آزاد چندیں پس ورا — یا تعطّل یا نشست کردن کارہا
گر تعطّل ہست آں را وجہ چیست — ہست ور کار از چہ او را کرد نیست
عالمِ جسم است چوں دارِ عمل — جاں ست بے تن کی سزاوارِ عمل

یا رسد بالفور در جسمِ دگر — واں تنِ انساں بود یا جسمِ خر
لاجرم ز احوالِ سابق اندرش — باشد آثاری کہ باشد مخبرش

نہ کہ از جائے بجائے می شود — لحظے از مافات خود یادش بود

ہیچ از انش نیست دریادش اگر — از چہ شد این پایہ آخر بے خبر

فرق میان عقیدۂ اہل حق و تناسخ

تو یکے ذو الحال گوئی حال چند — فاعلے یک ذاتی و افعال چند

تو مکینے را مکاں ہا میدہی — جسمہا بر دوش واحد می نہی

وان مکیں در ہر مکاں ماموں شد — ہر کجا بر فرض تو مجبور شد

آنچہ من گفتم بنا شد آنچناں — بلکہ باشد ہر مکین و ہر مکاں

در مکانِ نو مکینے نو بود — فرض بر وے ہم ز دینے نو بود

تفصیل آمر و مامورین

اول دل غرض بر ذات بود — بعد ازاں از قطرہ ہائے خون دود

بعد ازیں بر نطفہ و پس بر جنیں	پس بر آں کو اوفتادہ بر زمیں
گر دیتِ خوں کند کے نطفہ را	فرض نطفہ کے بود بر مضغہ
فرض مضغہ را جنیں نکند ادا	کے کند کارِ جنیں کس در صبا
نطفہ باشد دیگر و دیگر جنیں	یک نباشد کارِ آن و کارِ ایں
ہیں کہ در ہر منزلے در ہر مقر	فاعل آمد دیگر و فعلش دگر

دَفعِ دخل بطورِ جملۂ معترضہ

فاعلے از فعلہائے فاعلے	از زیانے سود دارد حاصلے
گر پدر بگذاشت جمعِ مال و زر	مایۂ عشرت بود بہرِ پسر
گر نہ او بگذاشت چیزے بعد خویش	وارثش را نیست برگی یہ پیش
لیک بر اعمالہائے مورثے	ارث نبود دار و گیر وارثے

لَاتَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا (سورہ نجم ع ۱)

رجوع بسوئے مقصد

روح اندر قالب پیش اگر	کرد عمرے کار خیر و کار شر
صرف از نقل مکاں دیگر نشد	قالب آخر گشت او آخر نشد
پس ہماں روح است اگر در جسم خر	پیش ازیں کو بود در جسم بشر
در دمے آخر چہ بروے اوفتاد؟	کش ہمہ اعمال پیشیں شد زیاد
یک نفس زیں پیش آخر او چہ بود	دفعةً کہ از ذہنش ربود؟
عقل دارد صرف از نقل مقام	کے مسلم ایں چنیں نسیان تام

مخاطبت بمتمنّیان تطوّر تعرّض و عطف نگاہ شاں بسوے مغلطۂ شان

ایکہ تو دانی مکافات عمل	صرف بہر روح تبدیل محل
باشدت گر عدل ہم انصاف خو	بشنو ایں پند و منہ دل بر غلو

دو دہائے نطفۂ ناکامِ زید
نطفہ کو بخت از بطن زنے
مضغۂ کر بطنِ اُم ناگہ فتاد

تا مدہ دیگر بہ صُلبِ عبید
باز بود در خور آبستنے
کے زنے دیگر ورا بگرفتہ زاد

رُوح از جسمے بروں آمد اگر
چوں بطنے یابد اُو جسمے دگر؟

ایں خیالت نیست جز سودائے خام
زیں خیال خام باز آ، والسّلام

مُستدرکاتِ مُفیدہ

ماں طفلِ نوزائیدہ کہ ہمی میرد

بازمی داں اینکہ داری عقل را	نیز اگر گوش سخن شنوا ترا است
کانچہ ہست اندر جہاں از کائنات	زانہمہ مقصود ہست انساں ندا
علّت غائیست انساں جملہ را	بہر انساں ہست ایں ارض و سما

جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (بقرہ جلد ۳) خَلَقَ لَکُمْ
اللہ نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو عمارت، پیدا کیا تمہارے لئے
مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (بقرہ جلد ۳)
جو کچھ زمین میں ہے سب۔

بہر انسان ست خاک و باد و آب	بہر انسان ست ماہ و آفتاب
ذرّہا و ہم جماد و ہم نبات	از پئے انسانست در قیدِ حیات
تا نیابد روح در جسمِ جنیں	تا جنیں زندہ نیاید بر زمیں

ناقص است و خلقتش کامل نشد — مقصد خلقت ورا حاصل نشد

زاں بہر منزل کہ او زیں پیش بود — چوں طفیلی بود بر خوان وجود

نفع و نقصاں حسب کار خویشتن — یافت در ہر منزل خود من و عن

لیک چوں روح آمد اندر جسم کس — واں کس آمد گوا ئے یک نفس

کار تخلیقش بانجام آمدہ — مقصدش را رو بانجام آمدہ

لیک کار روح باشد ناتمام — زاں زمانے بایدش اینجا قیام

مدتے در عالم کسب و عمل — بایدش ماندن الی وقت الاجل

تحقیق روح

لیک اول بایدت تحقیق روح — بشنو از من گر تو می خواہی فتوح

ذرہا باشد کہ باشد داتہا — جملہ را داد است حق روح نما

چوں جمادے یافت تشریف نبات — روح را ہم شد ترقی در حیات

آنچه از اجزای انسانی که بود — منتشر در محشرستانِ وجود

جزء جسمش بود چون هر یک ازان — همچنان روح نمایش جزء جان

در "منی" اجزای تن چون شد بهم — در رویت اجزای جانش نیز هم

دودهای "نطفه" کانها زنده اند — روح بخش مردم آینده اند

در رحم چون جسم را باشد نمو — هم فزونی روح را باشد در او

جسم چون در وی به مقداری رسید — روح حیوانی در او آمد پدید

چون جنین را کامل آمد خلقتش — روح انسانی شده در قسمتش

پس به سر هر منزل آمد جسم و جان — همطریق و همرکاب و همعنان

فرض در هر منزل آمد هر دو را — هر دو در هر منزلش کردند ادا

لیک گه منزل به منزل فرض خویش — کرده می آیند ادا از عهده بیش

در رحم انسان شده هم کرد ادا — فرضهای خود فزون از عهدها

پس نباشد کار با دنیائے دونش — احتیاج از یک نفس تو و فزونش

ایں ہمش باشد کہ تو دے بے خبر — از سماؤ ارض و از شمس و قمر

عہ یک نفس ہم گر کشید اندر جہاں — فرض اینجا شد نمودی جملہ راں

کامیابی باشدش روزِ حساب

بے سوال و بے جواب و بی کتاب

عہ بچہ نوزائیدہ کہ در آزار دنیا مبتلا می شود

وانچہ آزارے دریں اثنا کہ دید — آں خطاہا داں کزو آمد پدید

در مکافات خطائے پیشتر — عہ در رحم یا در جہاں بیند ضرر

زیں جہاں تا گزرد او پاک و صاف — دارد ش حق از غم عقبیٰ معاف

عہ بچہ کہ در دنیا نفسے کشیدہ باشد پس در نماز جنازہ می کنند سر ایں ہمیں بحث کہ بیان کردہ شد ۱۲ منہ

عہ چنیں در رحم و بچہ نوزائیدہ در دنیا ۱۲ منہ

اولادِ نیکاں و اولادِ بداں

لیک او گر آمده اندر جہاں — ہمچناں از صلب و بطن راستاں

کیں ہم است اجر عزیمتہائے او — ورنہ صلب و بطن بد جائے او

کے چو بد صلباں و بد بطناں بود — لاجرم خوشحال تر زیشاں بود

پاک صلباں پاک بطناں است نیز — وصل خویش در آخرت یا اہل خویش

ہست در عقبیٰ پئے ایں فرع و اصل — دائما ذوق و مسرتہائے وصل

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا۔ ہم ساتھ لگا دینگے

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۝ كُلُّ امْرِئٍۢ

اون کے اون کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ہم ان کے عمل میں سے کچھ بھی۔ ہر شخص جو کچھ اس نے

بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (سورہ طور رکوع ۲ پ ۲۷) وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ

کمایا ہے اس میں گرو ہے۔ اور (اے پروردگار!) داخل کر ان کو عدن کی

الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے نیک کار باپ دادوں اور بیبیوں کو اور اولاد کو۔ (ابتدائے سورہ مومن ع ۱ پ ۲۴)

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

عدن کی جنتیں یہ لوگ ان میں داخل ہوں گے اور ان کے نیک کار باپ دادے اور بیبیاں

وَذُرِّیّٰتِهِمْ (رعد ع ۳ پ ۱۳)

اور اولاد

بہر مد صلیان و بدطینان مگر	زیں مسرت نیست ہرگز ہیچ اثر
لیکن این ہر دو باشد از حساب	نے سوال آید بر ایشاں نے جواب

ہر دو را باشد نجات آنجہاں
گو بود فرقِ مدارج درمیاں

تفصیلِ فرائضِ حاضرہ

در دفع دخل

ایکہ آمد از تو ما را در شنود	فرض منزلہائے پیشینیم چہ بود

فکر منزلہائے پیشینت چراست / حال ہر منزل ز ہر منزل جداست

خود ہمیں دنیا کہ یک منزل بود / مختلف احوال را شامل بود

آنچہ در عہد رضاعت کردۂ / جملہ را از ذہن رخصت کردۂ

آنچہ در عہدِ صبایت کار بود / اکثرش نسیان ز حفظِ تو ربود

چند روزے پیشتر ہم کارہا / کردۂ و نیست یادت عمر ترا

کار منزلہائے پیشیں ہمچناں / یادت از نبود چہ بینی اندراں؟

فرض منزلہائے پیشیں آنچہ بود / گر تو دانی ہم ترا بخشد چہ سود

بار نتوانی نمود آں فرض را / نے تلافی می‌توان مافات را

پیشتر شد آنچہ شد بگذار آں / کن توجہ سوئے فرض ایں جہاں

گوش ناوردی اگر از بطن ام / زیستن ناچار باید بکم و صم

ور غم گوش و زباں گریاں مشو / از پئے آں فاقدِ چشماں مشو

دست و پا و چشم داری شکر کن | لایق صد کار و باری شکر کن

آنچه بتوانی درین منزل بکن | کار خود با اجتهاد دل بکن

عبرت از محرومی گوش و زبان | گیر تا دیگر نباشی آنچنان

فرض منزلهای پیشین را مجو | فرض این منزل چه باشد این بگو

فرض این منزل اگر پرسی ز من | می کنم آگاهت از ومن و عن

فرائض منزل دنیا

چار فرض آمد درین منزل ترا | هست ازین منزل تعلق زان دو را

آن دو فرض این است از من یاد دار | حسن خلق و باز حسن کار و بار

این دو را چون هست نسبت زین جهان | بر تو آمد نفع و نقصانش عیان

وان دو دیگر کش پی نفع معاد | هم درین منزل بهم سازی چو زاد

آن عقائد پس عبادت باشدت | کن اگر کسب سعادت بایدت

این عبادات و عقائد یادگیر
بهر عقبی این دو هست ناگزیر

گو درین منزل نفعی نفع آن
لیک در عقبی است نفعش بیکران

چون بطن ام نفعی نفع گوش
زانکه از مادولِ بطنت نیست توش

همچنان از نفعهای این دو فرض
آگهی نبود ترا بر روے ارض

زانکه جز با حولِ اضت نیست فهم
ماورایش ار چه دانی غیر وهم

ضرورتِ رہبر

چون بنزلهاے نشینت ترا
ناتوانیها بُد و هم ضعفها

بهر تو کافی فقط رهبر نبود
زانکه هوش رهروی در سر نبود

فطرتت آمد ترا از حق کفیل
هم مشیر و هم رفیق و هم دلیل

از تو بکشاید جمله کار تو
تا تو ماندی تابع و منقاد او

ور بدام مکر شیطان آمدی
در خور آفات و نقصان آمدی

زانکہ شیطاں تا بجری الدم رسد
با تو دارد شرکت مال و ولد

در حدیث آمدہ هُوَ یَجْرِیْ مَجْرَی الدَّمِ۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ وَشَارِکْهُمْ
وہ شیطان چلتا ہے خون کے دوران کی جگہوں میں۔ (اللہ تعالیٰ نے
فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (بنی اسرائیل حـ۵ عـ۶)
شیطان کو اس کا اختیار دیا کہ) انسانوں کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا۔

اندریں منزل توانے یا فتی
ہوش و عقل کاردانے یافتی

فرض تو گو حسب فطرت ہست نیک
نفع خود را کے زخود فہمی تو نیک

نفس شیطاں در ذکیت کنونست
ہر دمت جوش و اجوش خونست

سوئے شرہا می شوی از خود رواں
خیر ہا باشد کہ بگریزی ازاں

عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ
بسا اوقات تم ناپسند کرو گے کسی شئی کو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور بسا اوقات تم پسند کرو گے کسی چیز کو
شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ (سورۃ بقرہ حـ۲ پـ ۲۶/۱)
حالانکہ وہ تمہارے لئے برا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

می کنی از بہر شر خود دعا
چوں کند کس از برائے خیرہا

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا

اور دعا کرتا ہے انسان برائی کیلئے وہ دعا جو بھلائی کے لئے مانگتا۔ اور انسان ہے بڑا جلد باز۔
(بنی اسرائیل ۱۵ ع ۲)

صفاتِ رہبر

از ضلالت بیشمار اندر جہانست	ایں جہاں پُر از مصائب امتحانست
لاجرم باید ترا یک رہبرے	تا نیفتی ناگہاں اندر شرے
رہبرے کز جنس تو باشد کز آں	وحشتت نبود کہ افتی در زیاں

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران ۴ ع ۱۷)

البتہ اللہ نے مومنین پر احسان کیا جو انہیں میں سے رسول بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت کی تعلیم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

رہبرت باید شریک حال تو	تا شود او مصلح اعمال تو
نے بود مصلحت رب بیشتر	از تو باید مصلحت اکنوں اگر

یعنی بصورت بشر در جنس بصیغت انسان و انسانہ

رہبرت باید ہمیں ز خلق و خو ‏ ‏ ‏ ‏ اُسوہ باشد ترا در ذات او

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورہ قلم ۲۹ ب) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اور بے شک تو بہت بڑے اخلاق پر ہے۔ البتہ ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب ۲۱ ب ۳/۱۹)
زندگی میں ایک اچھا نمونہ۔

لیکن آں رہبر بود شمع ہدیٰ ‏ ‏ ‏ ‏ باشدش تائید غیبی از خدا

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا
اے نبی ہم نے تم کو بھیجا ہے گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ کی طرف بلانے والا
اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ (احزاب ۲۲ ب ۶/۳)
اوس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

در دلش نبود خشونت را گذر ‏ ‏ ‏ ‏ نے ز سختی نے ز غلظت ہیچ اثر

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۴ ب ۱۶)
اور اگر تو تیز مزاج تو سخت قلب والا تو البتہ لوگ تیرے گرد سے بھڑک جاتے۔

اہل ایماں را مجسم رافتے ‏ ‏ ‏ ‏ جملہ عالم را سراپا رحمتے

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ (آخر سورہ توبہ پ ۱۱ ع ۱۶) وَمَا

رسول تم لوگوں پر حریص ہیں اور ایمان والوں کے لیے محبت کرنے والے اور مہربان ہیں۔ اور ہم نے

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ○ (آخر سورہ انبیاء پ ۱۷ ع ۷)

تجھ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم کے لیے۔

رہبرت در جملہ امرا رہجو تست	کے بود در کار تو چالاک و جست
سہو و نسیاں گر ازاں دور رہ دود	اعتماد رہرواں را کے سزد

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ○ (سورہ اعلیٰ پ ۳۰ ع ۱/۱۲)

عنقریب ہم تجھے پڑھا دیں گے پھر تو نہیں بھولے گا۔

عصمتش باید در امر رہبری	رہرواں را تا کند از شک بری
ہرچہ گوید از حق آید بر دلش	مہبط جبریل باشد منزلش

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ○ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ

اور رسول نہیں بولتے ہیں اپنی خواہش سے۔ بیشک جو وہ بولتے ہیں وہ وحی ہے جو اتاری گئی۔ مضبوط قوت والے نے اس کو سکھائی ہے۔ (ابتداء سورہ نجم پ ۲۷ ع ۱/۵)

ضرورتِ کتاب وصفتِ آں

وحی منزل مر ویش نبود فقط		بلکہ باشد پاک از لوثِ شططِ
لفظ لفظش باشد از وحیِ الٰہ		بعد رہبر نابود چوں شمعِ راہ

مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

نہیں ہے یہ قرآن ایسا کہ افترا کیا جائے کسی غیر خدا کی طرف سے۔ لیکن تصدیق ہے

تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ

اس کی جو کتاب اس کے سامنے ہے۔ اور تفصیل ہے کتاب کی۔ اس میں شک

فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورہ یونس ۱۱ ع ۴)

نہیں ہے۔ رب العلمین کی طرف سے ہے۔

باطل از پیش و پس ناید گہے		ریب نتواند درو یابد رہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (ابتدائے سورہ بقرہ پ۱) لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ

یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے پاس باطل

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰم سجدہ جب ۲۴ ع ۱۵/۱۹)
نہیں سکتا ہے۔ نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

ہر کہ نازل کرد باشد حافظش		پاک باشد لامس ہم لافظش

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (ابتداء سورہ حجر جب ۱۴ ع ۱/۱)
بے شک ہم نے اتارا ہے اس نصیحت کی کتاب کو اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (واقعہ ج ۲۷ ع ۳/۱۶)
نہیں چھوئیں گے اس کو مگر پاک لوگ۔

آنچہ نازل شد بود اندر کتاب		تا بود سہو و خطا را سد باب
جمع آیات و سور باشد ز حق		تا بود مجمع علیہ کل فرق

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ (سورہ قیامت ج ۲۹ ع ۱/۱)
بے شک ہمارے ذمے ہے اس کا جمع کرا دینا اور پڑھوا دینا۔

ع ۵ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ آیتوں کی ترتیب و جمع اور سورتوں کی تحدید و تعیین اور تسمیہ توقیفی ہے اور یہ سب کام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خود حسب تعلیم الٰہی انجام دیئے جس کا یہ عقیدہ نہیں اس کے متعلق قرآن پاک خود یوں ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

بعد وفاتِ رہبر

بعد رہبر زاں کتاب و خُلق او — خَلق را باشد بسوئے راہ رو

چنانچہ در روایت صحیحہ آمدہ کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللہِ وَ سُنَّتِی۔ رَوَاہُ مُسْلِم۔ وہمیں حدیث صحیح است۔
(ہم چھوڑتے ہیں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں، اللہ کی کتاب اور اپنی سنت۔)

اے ترے رہبر کہ او بر رہرواں — چوں پدر بودہ شفیق و مہرباں

حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِینَ رَءُوفٌ رَحِیمٌ ۞ (آخر سورہ توبہ ج ۱۱ ع ۱۶/۵)

تا بجمع پیروانش زندہ بود — حُبّت کے از بہر شاں خیر و سود

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ۖ أَفَمَنْ یُلْقَىٰ فِی النَّارِ خَیْرٌ أَمْ مَنْ یَأْتِی آمِنًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرٌ ۞ إِنَّ الَّذِینَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِیزٌ ۞ لَا یَأْتِیهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِیلٌ مِنْ حَكِیمٍ حَمِیدٍ ۞ آخر جز رحت ۲۴ ع ۱۹ سورہ حم سجدہ۔ یہ آیات ایسے لوگوں کو سنا کر کہہ دینا چاہیے کہ هَٰذَا كِتَابُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ ج ۲۵ ع ۲۰) والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - تمّنا

شمع رہ بگذاشت چوں رفت از جہاں — ہم کتاب و سنت خود بہر شاں

ایں دو نعمت ہمچو میراثِ پدر — در جہاں بگذاشت بہرِ رہ سپر

ایں دو در شمع آید بکارِ رہرواں

تا بماند ایں زمین و آسماں

خطبہ

ایکہ تو قطع منازل کردۂ — ایں قدر از سعی حاصل کردۂ

بودۂ در وادیہا در خوشہا — ماندۂ در کنجہا در گوشہا

آخرکہ آمدی بر روئے ارض — نیک ادا کردی بہر جا ہر دو فرض

آمدی ہر جا بدل از عہدہا — حیف اگر ایں جا تو افتادی زپا

آہ! از عمرے تو ہستی در سفر — ایں سفر را انتہا باشد مگر

قطع منزلہا تو کردستی ولے — آخری باشد ترا ہم منزلے

جاں بمنزلہائے ہستیت نبود — روح تو در بطنِ مادر رو نمود

بے خبر بودی بہ بطنِ مادرت | زیں ہوا ہا ہم تہی بودہ سرت

وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ

اور اللہ نے تم لوگوں کو نکالا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے جب تم کچھ نہیں جانتے تھے - اور بنایا تمہارے

السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ (نحل پ ۱۴ ع ۱۱)

لیے کان آنکھیں اور دل -

شد بدنیا حاصلت عقل و شعور | زہد و تقویٰ وانی و ہم مکر و زور

شد ترا ہر منزلے افزودہ | مشتے از ہر خرمنے بربودہ

یاد کن چوں بودہ چوں گشتہ | خود نگر آخر چہ اکنوں گشتہ

حیف اچوں عقلے نہ فہمیداشتی | فرضہائے خویشتن نشناختی

شد چو از ہوش خرد صید ہوات | آب می گردد ز فرضے رہ زدشت

بامِ مقصد نیست بس بندہ شو | حیف اگر اینک کند تو شکست

خواب آخر نیست بیدار شو

فرضِ خود دانستہ ہم اندر کار شو

[illegible]

[illegible]

مطبوعہ برقی مشین پریس مرادپور بانکی پور پٹنہ

رباعیات

مخلص کبھی رو ٹھتا ہے منّنے کے لئے | جھکتا ہے کبھی حریف تننے کے لئے
مرنا مٹنا نہیں، سمجھ لے غافل | مٹنا بھی اگر ہے، تو بننے کے لئے

جمع اجزا کی ہے جگہ صُلبِ پدر | تکمیل بدن کی جا ہے بطنِ مادر
ہے تربیتِ روح کی منزل دُنیا | عقبیٰ ہی فقط ہمیشہ رہنے کا ہے گھر

اوّل آتا ہے جب، تو آخر کے لئے | باطن ہوگا ہر ایک ظاہر کے لئے
ہوتا نہیں راستے ہی میں ختم سفر | منزل ہوگی ہر اک مسافر کے لئے

تمنا عمادی مجیبی غفرلہٗ

فہرست مصنفات حضرت حسان الہند مدظلہ

مسدس عبرت زلزلہ:- جس میں زلزلہ بہار کی پوری کیفیت اول سے آخر تک نہایت
حسن و خوبی سے نظم کرکے دکھائی گئی ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں امم سابقہ
کے [illegible] قرآن پاک میں آیا ہے اور اس کا مفصل
بیان ہے قابل دید ایمان کو تازہ کر دینے والی کتاب ہے۔ قیمت ۸ ر علاوہ
محصول ڈاک۔ (اس کی قیمت مصیبت زدگان زلزلہ کو دی جاتی ہے)

نصاب تعلیم عربی:- جوہر الصرف عہ - روح النحو عہ - جواہر الادب ۱۲ ر
پورے سٹ کے خریدار سے صرف تین روپے مگر محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ ان
تینوں کتابوں سے آپ تین ماہ میں بغیر کسی استاد کی مدد کے عربی گرامر پر بقدر ضرورت
عبور حاصل کریں گے اور صحیح عبارت پڑھ لیں گے اور صحیح ترجمہ کریں گے۔

قومی نظمیں:- مہوک ار - نصح نصیح ار - انمول موتی ار - سیل اشک ار

الملتمس

منیجر - مکتبہ دار الادب - پھلواری شریف ضلع پٹنہ